اسرارِ ھُو

اَذکار، مُراقبات و اَوراد

سُلطان الفقر
سُلطان العارفین
حضرت سلطان باھُو
قدس اللہ سرّہٗ

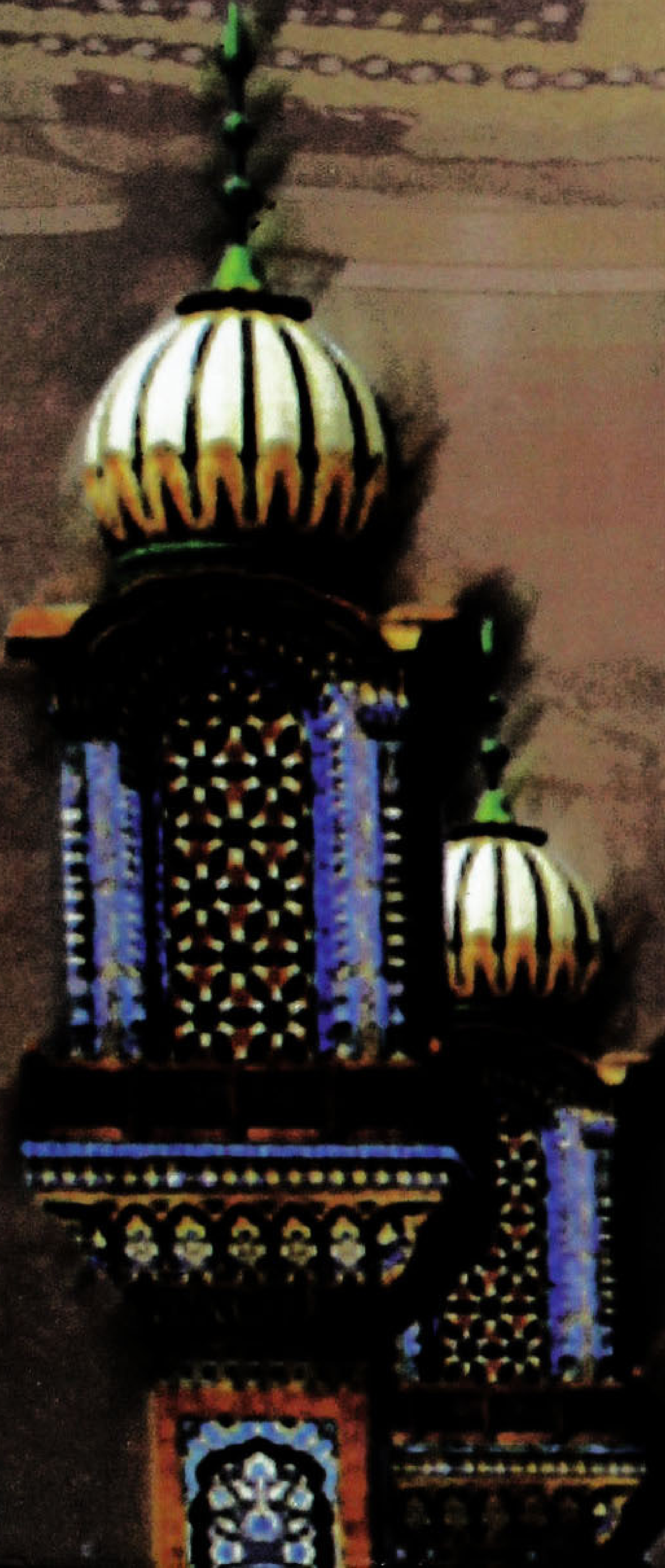

سیّد احمد سعید ہمدانی

Marfat.com

اسرارِ ھو

اَذکار، مُراقبات و اَوراد

سُلطان الفقر، سُلطان العارفین

حضرت سلطان باھُو

قدس اللہ سرہٗ

پروفیسر سیّد احمد سعید ہمدانی

BRITISH ACADEMY 4 HUMAN UNDERSTANDING

برٹش اکیڈمی فار ہیومن انڈرسٹینڈنگ

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف

نام کتاب: اَسرارِ ھو

مصنف: سید احمد سعید ہمدانی

اہتمام: ناصر احمد

کمپوزنگ: رضوان الحسن

اشاعت: اپریل 2014ء

تعداد: 1000

ٹائٹل: مدثر علی

ناشر: برٹش اکیڈمی فار ہیومن انڈرسٹینڈنگ

مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس 43 نسبت روڈ لاہور۔

قیمت (پاؤنڈ): 10 پاؤنڈ

قیمت (روپے): 500 روپے

ملنے کا پتہ برطانیہ:

برٹش اکیڈمی فار ہیومن انڈرسٹینڈنگ

17 ایمبر سلے روڈ B12 8UR برمنگھم

رابطہ نمبر: 0044 121 440 4096

موبائل: 0044 786 973 4157

E-mail: books@bahu.co

ملنے کا پتہ پاکستان:

نستعلیق پبلیکیشنز

فیروز سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-37351963 موبائل: 0331-4489310

E-mail:nastalique786@gmail.com

Marfat.com

آنکہ واقف گشت بَر اَسرارِ ھُو
سِرِّ مخلوقات چہ بود پیشِ اُو
آنکہ بر افلاک رفتارش بوَد
بر زمیں رفتن چہ دُشوارش بوَد

(مولانا رومیؒ)

جو شخص ھُو کے بھیدوں کو
جان گیا
اُس کے سامنے
مخلوقات کے بھید کچھ نہیں
جو شخص
آسمانوں پر چل رہا ہو
اُس کے لئے
زمین پر چلنا
کیا مُشکل ہے

Marfat.com

برائے عمل

اُن تمام طالبانِ حق کے لئے

جو

"اَسرارِھُو"

جاننا چاہتے ہیں

Marfat.com

فہرست

	حال:	سید احمد سعید ہمدانی	13
پہلا باب:	مدرسۂ فقر و تصوّف		15
	مقامِ اوّلیت		16
	مُرشد:	مُرشد کے سوچنے کی باتیں	18
		مرشد کے لئے بلند معیار	20
		مرشد کا کام	21
		پیر اور مرید کا تعلق	23
		ایک بات	25
		فرائض	25
		دَعاوِی سے احتراز	26
		مرشدِ کامل اور مرشدِ ناقص	27
	طالبِ حق:		27
		تیاری	28
		مرشد کی تلاش	30

Marfat.com

دوسرا باب: اَذکار　32
اصل مُدّعا　33
ذکر کے فضائل　33
حضرت سلطان باھُو کا طریق　34
مرشد کی نگرانی　35
ذِکر کے لَوازِم　36
۱۔ ذِکر نفی اَثبات　36
نفی اور اَثبات　37
نشست کا انداز　37
ابتدائی کلمات　37
سادہ طریقہ　38
مؤثر طریقہ　39
ذکر جلی و خفی　40
۲۔ ذِکر اِسم اَللّٰہ ذَات　40
اَللّٰہ　40
لِلّٰہ　40
لَہٗ　41
ھُو　41
۳۔ ذِکر کلمہ طیبہ　42
اہمیت　42
ذِکر کے تین طریقے　43

Marfat.com

۴۔ پاسِ اَنفاس		44
	ابتدائی ہدایات	44
	نفی اثبات	44
	اَللّٰہ ھُو	45
۵۔ حَبسِ دَم		46
	فضائل	46
	شرائط	47
	طریقہ	47
	نفی اثبات	47
	اَللّٰہ ھُو	48
	احتیاط	48
	حَبسِ دَم کا فائدہ	48
اَقسامِ ذِکر		49
	ذِکر زَبانی	49
	ذِکر قلبی	49
	ذِکر رُوحی	50
	لطائف	50
	نقش لطائف	51
	ذِکر سِرّی	51
	ذِکر خفی واخفیٰ	52

Marfat.com

مراحلِ ذِکر 52
ذِکرِ زوال 52
ذِکرِ کمال 53
ذِکرِ احوال 53

تیسرا باب: مُراقبات 55
مُراقبہ کیا ہے؟ 56
اندازِ نشست 57
مراقبہ کے لئے موزوں مقامات 57
۱۔ فنافی الشیخ، فنافی الرسول، فنافی اللہ 58
ا۔ فنافی الشیخ 58
تصورِ شیخ 59
ب۔ فنافی الرسول 60
ج۔ فنافی اللہ 60
اِرشاداتِ حضرت سلطان باھُو 60
۲۔ تصورِ اسمِ ذات 61
فضائل 61
مبتدی کے لئے تین مرحلے 62
حصار کے لئے کلمات 63
احتیاطی تدابیر 65
طالب متوسط کے لئے ہدایات 66

Marfat.com

طالبِ منتہی کے لئے ہدایات	66
معاون تدابیر	67
متفرق دوائر و نقوش	68
تصورِ کلمۂ طیبہ	69
۳۔ مشقِ مرقومِ وُجودیہ	70
فضائل	70
ابتداء	71
طریقہ	71
کلمۂ طیبہ کی مشق	73
نقش برائے مشق کلمۂ طیبہ	73
۴۔ دعوت اہلِ قبور	74
یا دعوتِ قرآن	
شرح دعوت	74
فضائل	74
دعوت کے لازم ارکان	75
مقاصد	76
مبتدی کی دعوت خوانی	76
متوسط طالبِ حق کی دعوت خوانی	77
منتہی فقیر کی دعوت خوانی	79
دعوت کی قسمیں	81
۵۔ مراقبہ مجلس نبوی ﷺ	82

Marfat.com

	ابتداء	82
	فضائل	82
	طریق	83
	مقاماتِ مجلس	84
	اہلِ حضور	85
	مزید فضائل	85
چوتھا باب: اَورَاد		87
	مرشد کی قوتِ قدسیہ......توجہ	88
	۱۔ رسالہ رُوحی شریف	88
	۲۔ دعائے سیفی	89
	۳۔ قصیدہ غوثیہ	90
پانچواں باب: رسالہ رُوحی شریف	متن بمع اِعراب واَوقاف	91
چھٹا باب: اِستفسارات اور جوابات		103
	۱۔ قواعد وضوابط کے بارے میں	104
	۲۔ حضرت سلطان باھُو کے سِلکِ سُلوک کے بارے میں	116

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حال

دراصل زیرِ نظر کتاب میں ان موضوعات پر قدرے تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ جن کے بارے میں سلطان الفقر و سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرُّہٗ کی حیات و تعلیمات پر انگلش میں کتاب ''Hadrat Sultan Bahu - Life & Work'' لکھتے ہوئے چند اشارات قلمبند کیے گئے تھے۔

حکم ملا کہ اردو میں لکھنے کی زیادہ ضرورت ہے:

درویشوں کے لئے،

برائے عمل،

باترتیب،

چنانچہ مجھ فقیر پر جو کچھ کھولا گیا، حکم کی تعمیل میں وہ سب کچھ لکھ دیا گیا ہے،

فَالْحَمْدُ لِلّٰه!

Marfat.com

فرمایا:

''اگر تُو آئے تو دروازہ کھلا ہے!

اگر نہ آئے

تو حق تعالیٰ بے نیاز ہے!''

(حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ)

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ بِجَاہِ نَبِیِّكَ الْكَرِیْمْ

وَعَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّکْرِیْمْ

یا سخی سلطان باھو! درحقیقت کاملی!

المدد فی کلِّ حالٍ در خفی و در جلی!

سید احمد سعید ہمدانی

نوشہرہ (وادیٔ سُون)

۲۹ر اپریل ۲۰۰۱ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

مدرسۂ فقر و تصوف

فی الجملہ ہر آنکس کہ دریں خانہ رہی یافت
سلطانِ زمین اَست و سلیمانِ زمان است
(مولانا رومؒ)

(اور بہت کچھ...... پر
ایک بات یہ ہے
کہ
ہر وہ شخص جس نے اِس گھر کی راہ پالی
وہ زمین پر سلطان ہے
اور زمانے کا سلیمان ہے!)

Marfat.com

مقامِ اوّلیت

تعلیم و تدریس کے نظام میں استاد اور طالب علم دونوں بہت اہم ہیں لیکن پرانے دور میں استاد کو اس حد تک خود مختاری حاصل تھی کہ اگر مدرسہ استاد کا اپنا ہوتا تو اپنے تعلیمی کوائف اور اہلیت کا وہ خود ذمہ دار ہوتا یا کسی دوسرے مدرسہ میں مدرس ہونے کی صورت میں اس کے منتظمین، اس کے ذمہ دار ہوتے تھے۔ طالب علم کو صرف پڑھنے سے سروکار ہوتا تھا اور سکول کے انتظام، طرز تدریس اور ماحول کے بارے میں اُس کی رائے یا پسند کو کچھ دخل نہ ہوتا تھا۔ مدرّس کو ہی اولین اہمیت حاصل تھی، طالب علم دوسرے درجے کے فریق شمار ہوتے تھے۔

جدید دور میں جب نظامِ تعلیم سرکاری یا نیم سرکاری نگرانی میں چلنے لگا تو جہاں طلباء کی اوسط درجے کی قابلیت کے پیشِ نظر نصابِ تعلیم تیار ہوا، وہاں استاد کے کوائف کے ساتھ شاگردوں کے حقوق بھی طے پانے لگے، جس کا نتیجہ طالب علموں کی ایک گونہ آزادی کی صورت میں نکلا حتیٰ کہ پرانے نظام کی قدروں پر ایمان رکھنے والے نئے دور کے شاگردوں کو گستاخ اور بے ادب بھی خیال کرنے لگے۔

آج کے دور میں طالب علم آزاد ہے اور استاد پابندِ آئین۔ مغربی ممالک کی درسگاہوں میں طالب علم کو مرکزیت حاصل ہے اور استاد کی حیثیت ثانوی ہے حتیٰ کہ ہمارے ہاں قدیم طرز پر قائم شدہ مدرسے بھی اس فضا کے زیرِ اثر آچکے ہیں۔

اگر تصوف کو مریدوں کی طرف سے برکت اور دعا گوئی، دست بوسی اور اظہارِ عقیدت و

Marfat.com

تنظیم تک اور مشائخ کی طرف سے محض سجادگی و صاحبزادگی اور حصولِ خدمت و جلبِ زر تک محدود نہ سمجھا جائے تو فقر و تصوف بھی اسلام کے اندر تعلیم و تربیت کا ایک شعبہ ہے جس کے لئے قوانین اور قواعد ہیں اور اپنا ایک نظام ہے۔ چنانچہ مدرسہ فقر و تصوف کا دستور اب تک الگ چلا آرہا ہے۔

یہاں مُتعلِّم محض طالب علم نہیں ہوتا بلکہ ''طالبِ حق'' ہوتا ہے۔ حق کو دیکھنا، پرکھنا، اور حق پر چلنا چاہتا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ وہ عام ظاہری تعلیم میں تکمیل پا چکا ہوتا ہے اور اب وہ بلند سطح پر حکمت و دانائی سیکھنے کا خواہاں ہوتا ہے جسے ''خاص الخاص تعلیم'' بھی کہا جاسکتا ہے۔

یہ درست ہے کہ پہلے پہل اس کے سامنے جو باتیں سیکھنے کی ہوتی ہیں، وہ عمومی رنگ کی ہوتی ہیں جیسے محاسن اخلاق، مذہبی رویہ اور لوگوں کے ساتھ اخلاص و مروّت وغیرہ۔ اس کے ساتھ کچھ ابتدائی تعلیم بھی ضروری ہے۔ جب طالبِ حق حلقۂ فقر میں داخل ہو کر ذرا آگے بڑھتا ہے تو چونکہ وِجدانی سطح پر سیکھتا ہے جس کا اس سے پہلے اُسے کوئی خاص تجربہ نہیں ہوتا اس لئے وہ صرف استاد کی ہدایات کے بھروسے پر ہی آگے جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اُسے استاد کے سامنے اس قدر مطیع اور فرمانبردار ہونا پڑتا ہے کہ کسی دوسرے شعبۂ تعلیم میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ تاہم بعض علوم مثلاً فلسفہ، سائنس اور فنونِ لطیفہ کی طرزِ تدریس سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کیونکہ وہاں بھی اُستاد کے علم پر اعتماد کر کے ہی آگے چل سکتے ہیں۔

فقر و تصوف میں اسی لئے استاد کو جسے مرشد، شیخ یا پیر کہتے ہیں، مکمل اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جس طرح چاہے، طالبِ حق کی استعداد کو سامنے رکھ کر اسے آگے بڑھنے یا اوپر جانے میں مدد دے۔ چنانچہ شیخ اپنے مرید یا طالبِ حق سے مکمل اطاعت کا خواستگار ہوتا ہے:

بہ مَے سَجّادہ رَنگین کُن گَرت پیرِ مُغاں گوید
کہ سالِک بے خبر نَبُوَد زِ راہ و رَسمِ مَنزِلہا

(حافظ)

(اگر تجھے پیرِ مُغاں کہے

Marfat.com

ہوتا ہے جو خود ذاتی طور پر ان تمام تربیتی مراحل سے گزر چکا ہوتا ہے اور اخلاقی و روحانی ریاضتوں کے بعد منزل تک پہنچا ہوتا ہے اسی لئے ایک بے قاعدہ و بے آئین فقیر یا مجذوب و نیم مجذوب مسندِ ارشاد کے قابل نہیں ہوتا۔ اس سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہو جائے گا یا کوئی کام کی بات ہاتھ آ جائے گی مگر وہ کسی درویش کی تربیت کا اہل نہیں ہوتا کیونکہ خود اس کی اپنی تربیت جذب کے راستے یا بے ترتیب انداز میں ہوئی۔ صرف وہی فقیر، صاحبِ ارشاد ہوتا ہے جو "عقلِ بیدار" کے ساتھ سلوک میں کامیاب ہوا اور کسی صاحبِ روحانیت شخصیت سے اُسے حکم و اذن ملا کہ اب دوسروں کو آگے سکھاؤ۔

ایک نومسلم صوفی سکالر عمران یحییٰ نے یہ بات نوٹ کی ہے کہ تصوف میں طالب کسی صوفی مرشد کا مرید ہوتا ہے جو پہلے خود کسی کا مرید رہا تھا اور اس کے پیچھے یہ سلسلہ نبی رحمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جا پہنچتا ہے۔

مرشدِ کامل روحانی معاملات میں ماہر ہوتا ہے تا کہ وہ طالبانِ حق کی رہبری کر سکے اور ان کو سکھا سکے۔ وہ اپنے حلقہ میں کردار اور مرتبے کے لحاظ سے ایک نمونہ ہوتا ہے، جس کے اقوال و افعال کی نقل کی جاتی ہے۔

مرشد ایسا ہونا چاہئے جو طالبانِ حق کے مسائل کو سمجھ سکے۔ اُسے اِس حد تک انسانی نفسیات کا بھی علم ہونا چاہئے کہ وہ ان کے دینی و دنیاوی، ذہنی و دماغی اور اخلاقی و روحانی مسائل سمجھ کر انہیں سلجھا سکے۔ وہ ترغیب و تشویق سے ان کے ذوق و شوق کو اس حد تک تحریک دے سکے کہ وہ راہِ فقر میں قدم مضبوط جما کر سفر کرنے لگیں۔

مرشد کے لئے بلند معیار:

حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے مرشد کا معیار بہت بلند دِکھایا ہے، نہ صرف اس لئے کہ طالبانِ حق یا مرید باخبر رہیں بلکہ اس لئے بھی کہ خود مرشد بھی جب اپنے اندر اتنی قابلیت پیدا کر لیں تب رشد و ہدایت کے منصب پر فائز ہونے کے دعویدار بنیں۔

Marfat.com

حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کے مدرسہ فقر میں عارف سے کم درجے کا مرشد قابل قبول نہیں۔ فرماتے ہیں: ''محقق عارِف باللہ کا ظاہر، علم سے آراستہ ہوتا ہے اور باطن یادِ الٰہی سے معمور۔ اس کا مقام غوثیت وقطبیت سے بہر حال بلند ہوتا ہے۔ وہ کامل و مکمل مرشد بن کر لوگوں میں ارشاد پر مامور ہوتا ہے اور عارف و معارف کے القابات کا مستحق ٹھہرتا ہے'' ......
''عارف باللہ کا ابتدائی رتبہ عامل عالم کا انتہائی رتبہ ہے اور عارف باللہ کی انتہا فقیر کامل کے مراتب ہیں۔'' (قربِ دیدار۔ صفحہ:۱۱)

نیز ''عارف، مرشدِ کامل کو کہتے ہیں اور معارف مرشدِ مکمل کو کہتے ہیں اور مرشد وہ ہے جو کامل و مکمل ہو۔'' (عین الفقر۔ ص:۵۱)

مرشد کا کام:

مرشد طالبِ حق کی حیوانی جبلتوں کو انسانی خصلتوں سے بدل دیتا ہے۔ ان کے کردار میں نیکی سمودیتا ہے۔ اس کی ذات کی ساری قوتوں کو بروئے کار لے آتا ہے۔ ''کامل مرشد وجودِ دِل کے دروازوں کی کنجی ہے۔'' (جامع الاسرار۔ ص:۷۵)

مرشد طالب کے باطن میں داخل ہو کر اس کے دل پر اسم ''اللہ'' لکھتا ہے اور دوسرے مرحلے پر اُس کے دِل کو کھول دیتا ہے تا آنکہ وہ عارفِ روشن ضمیر بن جاتا ہے: ''جس وقت طالب کے دل کی آنکھ کھل جائے، اس وقت وہ طالب، روشن ضمیر اور صاحبِ معرفت اور صاحبِ جمعیتِ خاطر ہو جائے گا اور سر سے قدم تک طالبِ اللہ پرنور ہو جائے گا، اور تجلیات کا مشاہدہ کرنے لگے گا۔'' (محک الفقر کلاں۔ ص:۱۱۷)

مرشد اپنی توجہ اور جذب سے مرید میں شوق اور محبت کے جذبات کو اکسا دیتا ہے، اس سے کردار میں تبدیلی لانا آسان ہو جاتا ہے۔'' ...... مرشد طالب کو انتہائی راہِ معرفت اس طرح دکھاتا ہے کہ ابتداء میں تعلیم محبت دیتا ہے، بے محنت اور طلب بخشتا ہے، بے طاعت ...... اسی طرح راز بے ریاضت، مشاہدہ بے مجاہدہ، معرفت بے مراقبہ، گنج بے رنج، توفیق بے طریق، بقا بے فنا،

Marfat.com

(میں نے ان جیسا دنیا میں کوئی اور نہ دیکھا)

حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں:

ایہہ تن میرا چشماں ہووے، مرشد ویکھ نہ رَجّاں ھُو
لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں، ہِک کھولاں ہِک کجّاں ھُو
اِتنیاں ڈِٹھیاں، صبر نہ آوے، ہور کِتے وَل بھجّاں ھُو
مرشد دا دیدار ہے باھُو! لکھ کروڑاں حجّاں ھُو

پھر یوں ہوتا ہے کہ علم ظاہر اور علم باطن دونوں مرشد کی برکت اور تعلیم و تلقین کی بناء پر ازخود حاصل ہو جاتے ہیں۔ جب خدا ہی مل گیا تو سب کچھ مل گیا:

نہ رب عرشِ معلّیٰ اُتے، نہ رب خانے کعبے ھُو
نہ رب علم کتابیں لبھا، نہ رب وِچ محرابے ھُو
گنگا تیرتھیں مُول نہ مِلیا، پَینڈے بے حسابے ھُو
جد دا مرشد پھڑیا باھُو! چھٹے سب عذابے ھُو

مرشد بڑے طریقے سے تخلیق کائنات اور پیدائش آدم کے راز سے آگاہ کرتا ہے پھر اس قسم کے طریقے بتاتا ہے کہ ان پر عمل پیرا ہو کر خوابیدہ قوتیں جاگ اٹھتی ہیں اور اندر ہی اندر علم کے ایسے ذرائع میسر آجاتے ہیں کہ طالب خود حیران رہ جاتا ہے کہ یہ قوتیں بھی اس کے اندر موجود تھیں۔ ''تیرے اندر آب حیاتی ھُو'' کا بھید ظاہر ہو جاتا ہے۔

فقیری اور درویشی کے ایسے راز منکشف ہوتے ہیں جو زندگی اور موت اور کامیابی و ناکامی اور دولت و اقتدار کی حقیقت واضح کر دیتے ہیں۔ مثبت و منفی اقدار الگ الگ ہو جاتی ہیں، کسی قسم کا انتشار ذہن میں نہیں رہتا۔

مرشد صرف چند اذکار و مراقبات سکھاتا ہے اور ان کو مستقل طور پر جاری رکھنے کو کہتا ہے۔ ان پر عمل بہرصورت لازم ہے کیونکہ انہی کی بدولت آخر میں ''اَسرارِ شہنشاہی'' کھلیں گے اور

Marfat.com

فقیر اپنی زندگی کے دائرے میں بادشاہوں کی طرح راج کرے گا۔

ایک بات:

آخر میں ایک بات: اگر کوئی طالب یہ سمجھے کہ جس پیر کے پاس وہ آیا ہے، اس کی ہدایات کے مطابق یا اخلاصِ عمل کے باوجود نتیجہ صفر ہے تو حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے کہ طالب ایسے مرشد کو چھوڑ کر کسی اور پیر استاد کے پاس چلا جائے اور وہاں جا کر اللہ اللہ کرنا سیکھے جو مقصود ہے۔

پیر ملے جے پیڑ نہ جاوے، اُس نُوں پیر کیہ دَھرنا ھُو
مرشد مِلیاں ارشاد نہ مَن نُوں، اوہ مرشد کیہ کرنا ھُو
ہادی کِتُوں ہدایت ناہیں، اوہ ہادی کیہ پھڑنا ھُو

(پیر ملے اور پیڑ (درد) نہ جائے
تو ایسے پیر کے ملنے سے کیا فائدہ؟
مرشد ملے اور دل کو ہدایت نہ ملے
تو ایسے مرشد کو کیا کیا جائے؟
جو رہبر راستہ نہ دکھائے
اسے رہبر بنانے کا کیا فائدہ؟)

جان لیجئے کہ

فرائض:

بزرگوں نے مریدوں کو ان کے فرائض بتانے اور ان کو فقیری اور درویشی کے آداب سکھنے اور خانقاہوں میں سلیقہ کے ساتھ رہنے کے بارے میں ''آداب المریدین'' قسم کی بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ عام طور پر زیادہ زور طالبانِ حق کو نصائح بہم پہنچانے پر ہوتا ہے۔ یہ اپنی جگہ ہر لحاظ سے درست ہیں۔ اگر طالبوں میں بظاہر معمولی سی کوتاہیاں بھی رہ جائیں تو کچھ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

خدا تک

پہنچادوں)

اس قسم کے اعلانات پڑھ کر فقر و تصوف کے بارے میں سطحی علم رکھنے والا ہر دوسرا شخص یہ پوچھتا ملے گا کہ مجھے کسی بندۂ خدا کا پتہ بتاؤ جو بس مجھے ایک بار دیکھے اور مجھے کسی اور ہی سطح پر اُٹھا لے جائے۔

اب یہ سوال جائز بھی ہے اور ناجائز بھی۔ جائز اس لئے ہے کہ ہم کرامات پر یقین رکھتے ہیں اور ولیوں کی تاریخ میں ایسے کئی لوگوں کے حالات ملتے ہیں کہ وہ کسی کی نظر کے سامنے آگئے اور دِگرگوں ہو گئے۔ مگر ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ باتیں کرامات سے متعلق ہیں جو صرف خاص حالات اور مخصوص صورتوں میں وقوع پذیر ہوتی ہیں ورنہ سنّتِ الٰہیہ تو یہی چلی آ رہی ہے کہ مانگو تو دیا جائے گا۔ چنانچہ مانگنے کے طور طریق کے ساتھ آگے آؤ اور اپنا حصہ پالو...... یعنی پہلے طالب بنو!

تیاری:

عام طریق یہی ہے کہ اگر زندگی کا مقصد کچھ معلوم ہو گیا ہے اور شخصیت، کردار اور روح میں تبدیلی کی خواہش بیدار ہو گئی ہے تو پھر مرشد کے پاس جانے سے پہلے کچھ تیاری درکار ہوگی۔ حلقۂ فقر میں آنے سے پہلے اپنا رویہ، مزاج اور میلان درست کرنا پڑے گا۔

یہ عالم فقر کی بادشاہی ہے۔ اس کا جواز اور استحقاق صرف اپنی ذات کے حوالے سے ثابت کرنا پڑتا ہے۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

شاہ آں باشد کہ از خود شاہ بوَد
نے بخزنہا و لشکر شاہ بوَد

(بادشاہ وہ ہوتا ہے جو اپنے ہی بل بوتے پر بادشاہ ہو، نہ کہ خزانوں اور لشکر کی وجہ سے بادشاہ بنا پھرتا ہو)

فقیروں کو بادشاہی یا شہنشاہی ورثہ میں نہیں ملتی۔ ایک طالب حق کو جان لینا چاہئے کہ

Marfat.com

اس کی خاندانی وجاہت، اس کے روحانی ارتقاء میں اس کے کسی کام نہیں آئے گی۔ اگر کوئی چیز کام آتی ہے تو وہ ہے صرف فطری استعداد اور ہمت!

فرمایا: ''اے طالب! اگر تو سیّد ہے تو خلق محمدی کی سَند حاصل کر۔ اگر قریش ہے تو دل ریش ہو۔ اگر عالم ہے تو درویشی طلب کر، نہ درپیشی'' (نور الہدیٰ۔ ص:۱۹۹)

اگر طالبِ حق فقیری چاہتا ہے تو پھر اس پر احتیاط لازم ہے کہ ان لوگوں کی صحبت سے بچے جن سے وہ برا اثر قبول کرسکتا ہے۔ ان جگہوں پر نہ جائے جہاں اسے غصہ آتا ہو، جذبات بھڑک اٹھتے ہوں یا طمع وحسد میں پڑسکتا ہو۔ بس وہ کوشش کرے کہ حق سنے اور پڑھے، حق کہے، حق ڈھونڈے اور حق دیکھے۔ ایک وقت آئے گا جب مقام حق الیقین کو پالے گا۔

ایک طالبِ اللہ کے میلانِ حق کی دلیل یہ ہے کہ مرشد کی توجہ سے سات خصوصیات اُس میں پیدا ہوجاتی ہے: اعتقاد، اخلاص، صدق، اعتبار، طلب اور محبت۔

ان خصوصیات کے ساتھ ساتھ طالبِ حق کو ہمیشہ فقیروں اور عالموں کی صحبت میں رہنا چاہئے تاکہ درویشی میں اُس کا میلان پختہ ہو اور اُس کا ذہنی رجحان درست رہے اور دنیا کی ہوس دور ہوجائے۔ (گنج الاسرار۔ صفحہ:۲۴)

طالبِ حق اگر پڑھا لکھا نہیں ہے تو اسے فقیروں اور درویشوں کی مجلس میں بیٹھنا چاہئے اور اگر وہ پڑھ سکتا ہے تو اسے مشائخ کبار کی کتب کا مطالعہ اپنے لئے لازم جاننا چاہئے۔ وہ شخص جو اولیاء اللہ کے ملفوظات یا ان کی تصنیفات پڑھتا رہتا ہے، اسے ضرور حکمتِ الٰہیہ اور معرفتِ حق سے حصہ مل جاتا ہے۔ ان کتب کے مطالعہ کی برکت سے اخلاص، ذکر وفکر اور بیداریٔ قلب کو تقویت ملے گی۔ فرمایا:

''جو شخص اولیاء اللہ کی تصنیفات کا ہمیشہ مطالعہ کرتا رہے گا، اس کی بات حکیم کی حکمت سے خالی نہ ہوگی اور ان تصانیف کی برکت سے ذکر، ارادت اور زندگیٔ دِل نصیب ہوگی۔''

(کلید التوحید کلاں۔ صفحہ:۴۹)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

دوسرا باب

اذکار

''یادرکھو!
کہ جو دم شوقِ الٰہی میں گزرے
وہ ہزاروں بادشاہیوں
اور چاند سے لے کر مچھلی تک
تمام مراتب سے افضل ہے''

حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ
(اورنگ شاہی۔ صفحہ:۳۲)

Marfat.com

اصل مدّ عا:

''واضح رہے کہ زندگی اور موت میں وجود کی پاکیزگی ہی اصل مدّ عا ہے''۔

(شمس العارفین۔صفحہ:٦٩)

''جب تک سالک کی ہستی کا ستارہ مغرب میں نہ جا چھپے، تب تک بقائے ابدی کا آفتاب فیضِ ازلی کے مطلع سے نہیں نکلتا اور فکر کی صبح جس سے زوال کی تاریکی زائل ہوتی ہے، ظاہر نہیں ہوتی......اگر ظاہر ہو جائے تو اس سے بہت کچھ فائدہ ہوتا ہے...... جب غیب کے شواہد ملک الموت جیسی رات کی صورت پر نمودار ہوتے ہیں اور جو بے صورت ہوتے ہیں زائل ہو جاتے ہیں تو شہودِ وحدت کی صبح اُفقِ حقیقت سے نمودار ہوتی ہے!'' (جامع الاسرار۔صفحہ ٤٩)

فقر وتصوف کے ہر طریق میں مختلف اذکار و مراقبات اور اوراد و وظائف مشائخ کبار نے تجویز فرمائے ہیں اور ان کا مقصد و مدّ عا یہی ہے کہ انسان کے اندر وہ باطنی قوتیں جاگ اٹھیں جو روحانی حقیقت کا کماحقہٗ اِدراک کر سکتی ہیں۔انسان اپنے اندر اور باہر ایسی نشانیاں دیکھنے کا اہل ہو جاتا ہے جو اسے حق آگاہ بناتی ہیں۔

ذکر کے فضائل:

قرآن مجید میں ذکر کے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں۔تمام مخلوق اس کی حمد کر رہی ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○

(اُسی کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی بھی ان میں موجود ہیں اور کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو۔البتہ تم ہی ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔بے شک وہ بڑا حلم والا، بڑا مغفرت والا ہے۔) بنی اسرائیل:٤٤

چنانچہ بندوں کو ذکر کی تاکید فرمائی گئی ہے اور سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا گیا: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (اور اپنے آپ کو انہی کے ساتھ رکھا کریں جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اسی کی رضامندی چاہتے ہیں) الکہف:۲۸

ذکر کرنے والے لوگوں کی تعریف فرمائی گئی: رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (ایسے لوگ جنہیں نہ تجارت غفلت میں ڈالتی ہے، نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے، وہ ڈرتے رہتے ہیں ایسے دن سے جس میں دِل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گی) النور:۳۷

قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا O نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا O (رات کے وقت نماز میں کھڑے ہو جاؤ مگر کم، آدھی رات یا اُس سے بھی کچھ کم کرلو) المزمل:۲،۳

حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا طریق:

اذکار کے طریقے مختلف سہی مگر مقصود سب کا ایک ہے، ادراک و معرفتِ حق اور دیدارِ الٰہی۔ حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے اپنے مریدوں اور طالبانِ حق کو ریاضتِ شاقہ اور اورادِ و وظائف میں نہیں ڈالا۔ وہ اُن اولیائے کبار میں سے ہیں جو اپنی قوتِ قدسیہ اور توجہ اور ہمت سے طالبوں کو آگے لے جاتے ہیں: "اُن کی نظر سراسر نورِ وحدت اور کیمیائے عزت۔ جس پر ان کے عنقاء کا سایہ پڑا، اُسے نورِ مطلق بنا دیا۔ طالبوں کو ریاضت اور وِرد اَورادِ ظاہری کی احتیاج میں مشغول نہیں کیا۔" (رسالہ روحی۔ ترجمہ راقم، صفحہ:۵۱)

حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے معدودے چند اذکار و مراقبات تجویز فرمائے ہیں جو مراد یابی کے لئے نہایت مؤثر ہیں۔ انہیں شروع کرنے سے پہلے کچھ شرائط ہیں اور ان کی پاسداری لازم ہے۔

۱۔ پیروئ شریعت: ارکان اسلام کی پابندی

Marfat.com

۲۔ حسنِ خُلق: خاص طور پر لوگوں کے ساتھ خوش معاملگی

۳۔ نیت کے ساتھ استقامت

جب بندہ کی طبیعت ذکر کی طرف مائل ہوتی ہے تو کئی نفسانی تحریکات، شیطانی ترغیبات اور دنیاوی خواہشات سدِ راہ بن جاتی ہیں۔اس کے لئے اللہ سے دعا کرنی چاہئے۔

''اے خدا! تو نے وجود کے اندر شہوت کا دریا پیدا کر دیا اور نفس وشیطان کو دشمنِ جان کر دیا، پھر فرمایا کہ اِن سے جنگ کرو۔ میں ان دونوں دشمنوں کو ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھتا۔ الٰہی! مجھے چشم بصیرت عطا فرما کہ ظاہر و باطن میں دونوں دشمنوں کو دیکھوں اور ان کا مقابلہ کروں۔ الٰہی مجھے تیری توفیق کی رفاقت چاہئے، تو نے میرے وجود کو حرص، ہوا اور طمع سے وابستہ کر دیا پھر فرمایا کہ بے طمع ہو کر رہ!

تیرے کرم کے سوا میں ان سے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔'' (عین الفقر: باب نہم)

مرشد اس دعا پر آمین کہتا ہے اور ذِکر تلقین کرتا ہے کیونکہ قربِ الٰہی کا ذریعہ صرف ذکر ہی ہے: ''فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ'' (پس تم میرا ذکر کرو، میں بھی تمہیں یاد کروں گا) البقرۃ:۱۵۲

مرشد کی نگرانی:

طالبِ حق پر لازم ہے کہ اذکار سے پہلے کسی پیر استاد کی خدمت میں حاضر ہو اور ہدایات حاصل کرے۔ظاہری ہدایات تو بعض اوقات لکھی ہوئی مل جائیں گی مگر ذکر میں استقلال، شوق اور ترقی کے لئے کسی مرشد کی دعا، توجہ اور برکت ضرور شامل حال رہنی چاہئے۔

نیز صوفیاء کرام کا تجربہ و مشاہدہ یہی ہے کہ عام درویش اپنے طور پر غلط سلط انداز میں ذکر و شغل میں لگ جاتے ہیں اور ان کی محنت رائیگاں جاتی ہے۔

فرمایا: ''......پس اے طالبِ صادق! اس واسطے معلوم ہوا کہ جو لوگ بغیر وسیلہ مرشدِ کامل کے شغل واذکار کر بیٹھتے ہیں، وہ منزلِ مقصود تک نہیں پہنچتے۔اس واسطے ہر حالت میں مرشدِ کامل کی ضرورت ہے۔بغیر اجازتِ مرشدِ کامل کوئی امر نہ کرنا چاہئے ورنہ مفت میں عمر ضائع کرنا

Marfat.com

ہے۔'' محک الفقر کلاں۔ صفحہ: ۳۵

ذِکر کے لوازم:

بایں ہمہ اہم معلومات اور تیاری کے لئے طالبِ حق اِن اوراق کے مطالعہ و عمل سے مستفیض ہوسکتا ہے۔ دیکھئے! ذِکر کے کچھ لوازم ہیں:

باوضو ہونا	کپڑے پاک ہونا
جگہ صاف ستھری ہونا	وقت کا موزوں اور مناسب ہونا

آخری دو ہدایات جگہ اور وقت سے متعلق ہیں۔ مبتدی ذاکر کو ایک جگہ (کوئی الگ کمرہ یا کوئی کونہ) اپنے لئے مخصوص کر لینا چاہیے جہاں وقت مقررہ پر بیٹھ کر وہ ذکر کیا کرے۔ ذکر کے لئے اوقات فجر کی نماز سے پہلے یا اُس کے معابعد صحیح ہیں۔ اگر یہ میسر نہ ہوں تو پھر سہولت اور سکون کے پیشِ نظر کوئی وقت بھی مقرر کیا جا سکتا ہے۔

ا۔ ذِکرِ نفی اثبات

الف: اَللہ چنبے دی بوٹی مَن وِچ مرشد لائی ھُو
نفی اثبات دا پانی مِلیس ہر رَگے ہر جائی ھُو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھُلاں پر آئی ھُو
جیوے مرشد کامل باھُوؒ! جیں ایہہ بوٹی لائی ھُو

(ابیات)

فقیری کے حلقے میں آنے سے پہلے طالبِ حق اپنے اندر غیب سے ایک شوق اور تمنا محسوس کرتا ہے۔ اگر اسے کسی مرشد کے ہاں بیعت کا شرف حاصل ہو جائے یا اسے بطور ایک طالب کے قبول کر لیا جائے تو اس شوق میں شدت آ جاتی ہے، یہی شوق بڑھتے بڑھتے عشق کی

Marfat.com

صورت اختیار کر لیتا ہے مگر یہ اگلا دائرہ ہو گا جب کہ ہم صرف ابتداء میں ایک حلقے یا دائرے کی بات کر رہے ہیں۔

مرشد اپنے خالق و مالک اللہ تک پہنچنے کو ایک بیج کی طرح طالب کے دل میں بو دیتا ہے یا پھر پنیری کی طرح ننھا سا پودا لگا دیتا ہے، اب اس بیج کو اُگنا اور بڑھنا ہے یا اگر پودے کی شکل ہے تو اِسے بڑا ہونا ہے۔ جس طرح پودے کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے، ایمان اور شوق کے بیج یا پودے کو بھی پانی کی ضرورت ہے اور یہ پانی ہے ذِکرنفی و اثبات۔

نفی و اثبات:

نفی اور اثبات ہمارے کلمۂ شہادت یا کلمۂ طیبہ کا پہلا حصہ ہے۔ پورا کلمہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

پہلا حصہ ہے: لَا اِلٰــهَ اِلَّا الــلّٰــهُ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر قسم کے بتوں یعنی چھوٹے اصنام، موہومہ خدا و دیوتا اور دولت و اقتدار سب کی نفی ہو گئی۔

دوسرا حصہ ہے: اِلَّا الــلّٰهُ: سوائے اللہ کے۔ نفی کے بعد اللہ کی ہستی کا اثبات و اقرار ہو گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِسے ''اَفْضَلُ الذِّكْر'' قرار دیا۔

اب اس ذکر کے طریقے مختلف ہیں لیکن ذکر سے پہلے آدمی بیٹھنے کا انداز صحیح کرے۔

نشست کا انداز:

قبلہ رخ دوزانو ہو کر بیٹھے یا قعدہ کی صورت میں لیکن ریڑھ کی ہڈی سیدھی رہنی چاہئے۔ سر بالکل نہیں جھکا دینا چاہئے بلکہ ٹھوڑی کندھوں سے اوپر اُٹھی ہوئی نہ ہو۔ اگر سر تھوڑا سا دِل کی جانب خفیف سا جھکا ہوا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ تصور کرے کہ وہ اپنے شیخ کے سامنے بیٹھا ہے یا حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کے مزار کے سامنے موجود ہے۔

ابتدائی کلمات:

ذکر سے پہلے حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے مندرجہ ذیل

Marfat.com

آیات وکلمات پڑھنے کی ہدایات فرمائی ہیں۔

۱۔ تعوّذ
۲۔ تسمیہ
۳۔ سورۃ الفاتحہ
۴۔ آیت الکرسی
۵۔ سورۃ الکافرون
۶۔ سورۃ اخلاص
۷۔ سورۃ الفلق
۸۔ سورۃ الناس
۹۔ درود شریف
۱۰۔ استغفار
۱۱۔ تیسرا کلمہ
۱۲۔ کلمۂ شہادت
۱۳۔ کلمۂ طیبہ

☆☆☆

یہ آیات وکلمات ذکر کرنے والے کے لئے حصار (قلعہ یا احاطہ) کا کام دیں گے، جن کے پڑھنے سے وہ وساوس وخطرات سے محفوظ رہے گا۔ چاہئے کہ ان کو پڑھ کر وہ اپنے بدن اور خاص طور پر سینہ پر پھونکے اور پھر ذکر شروع کرے۔

سادہ طریقہ:

سیدھا سادہ طریقہ تو یہ ہے کہ ذاکر تسبیح ہاتھ میں لے اور نرمی سے ایک ایک منکا پھیرتے ہوئے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کہتا رہے (آخر میں اللّٰہ کی ہ پر ضم (پیش) مت پڑھے۔ صاف کہے اللّٰہ (لام پر شد کے ساتھ) کم از کم ایک سو بار دہرائے یا جس قدر مرشد پڑھنے کے لئے کہے۔ یہ مبتدی کی ذکر میں ابتداء ہے لیکن بکثرت پڑھنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ ہر نماز کے بعد ایک سو بار یا اس سے زیادہ پڑھنا مقرر کیا جائے تو ایک ترتیب یا با قاعدگی پیدا ہو جائے گی جو مفید ہوگی۔ مقررہ تعداد میں پڑھنے کے بعد کم از کم ایک یا تین بار مکمل کلمہ پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰه

کچھ مدت کے بعد جب یہ پختگی پیدا ہو جائے تو اب آگے بڑھنے کے لئے طریقہ تبدیل ہوتا ہے۔

Marfat.com

مؤثر طریقہ:

نشست کا انداز وہی رہے گا (اگر قعدہ کی صورت میں ٹانگیں تکلیف محسوس کریں تو دوزانو ہو کر بیٹھا جاسکتا ہے مگر پشت سیدھی رہے اور سر بھی زیادہ اوپر نہ اُٹھے۔ آنکھیں بند نہ ہوں اور نظر سجدے کے لئے موزوں جگہ پر رہے) لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اب پڑھتے ہوئے لَآ کو ناف سے شروع کرنا ہے اور تصور میں سر کی چوٹی تک کھینچ کر لانا ہے۔ پھر دائیں طرف سر جھکا کر کندھے تک اِلٰـہَ پہنچنا ہے اور سر کو بائیں طرف ہلکا سا جھٹکا دے کر دل پر ضرب لگاتے ہوئے اِلَّا کو اللّٰہُ سے ملا کر پڑھنا ہے۔ اِلَّا اللّٰہُ

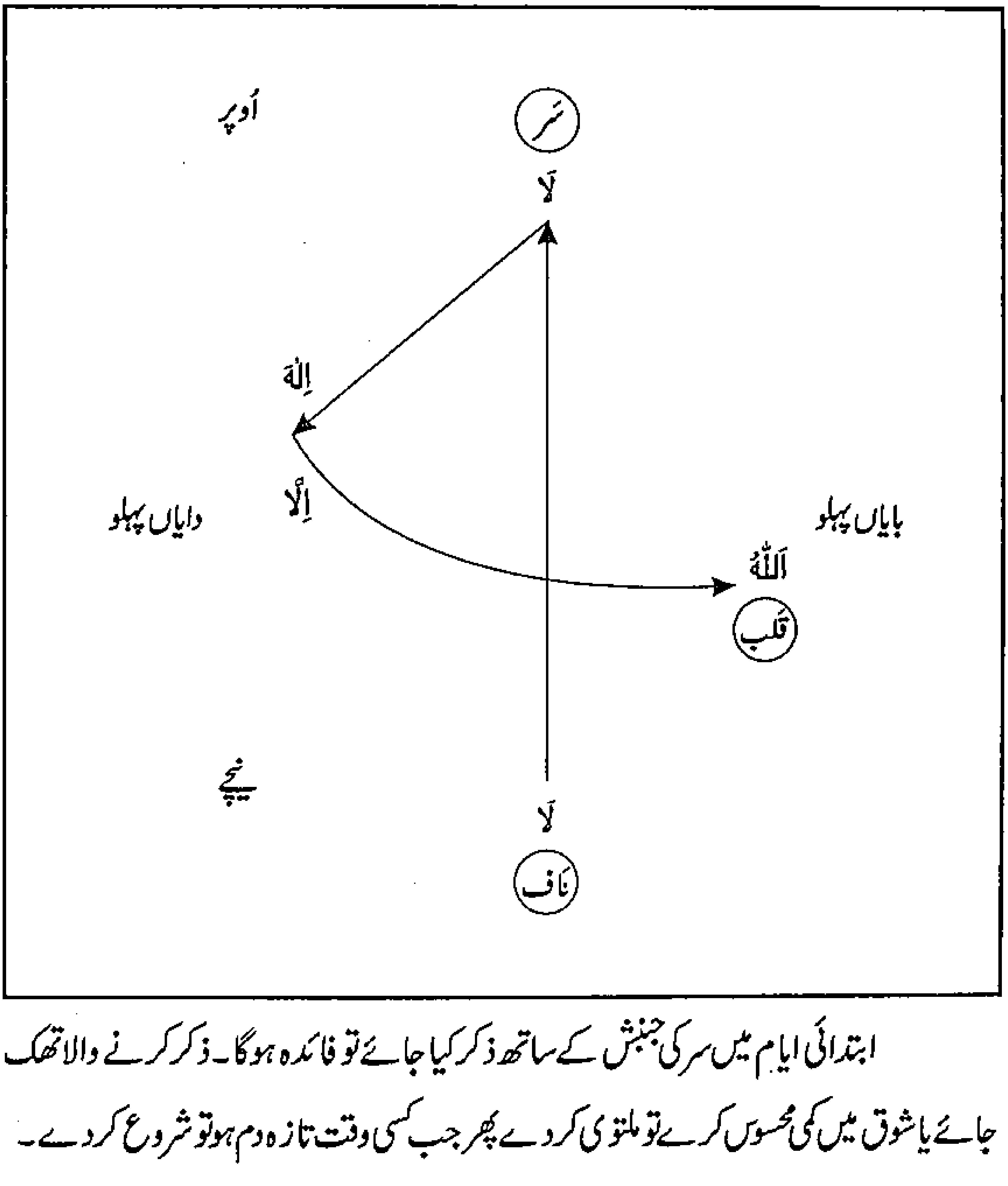

ابتدائی ایام میں سر کی جنبش کے ساتھ ذکر کیا جائے تو فائدہ ہوگا۔ ذکر کرنے والا تھک جائے یا شوق میں کمی محسوس کرے تو ملتوی کردے پھر جب کسی وقت تازہ دم ہو تو شروع کردے۔

Marfat.com

جب نفی اثبات کے اس ذکر میں سر کی حرکت اور دل پر ضرب میں ترقی محسوس ہو تو سر کی حرکت کو ترک کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ پھر دورانِ ذکر تصور ہی تصور میں لَا کو کھینچے اور دل پر اِلّا اللہ کی ضرب لگا تا رہے اور اسے وقتِ مقررہ تک متعین تعداد میں پڑھنا جاری رکھے...... کم از کم ایک سو بار اور زیادہ سے زیادہ تین سو یا پانچ سو بار، جیسے سہولت ہو، پڑھنا چاہیے۔

نوٹ: یہ ذکر انفرادی طور پر بھی کیا جا سکتا ہے اور باجماعت بھی۔ جماعت کے ساتھ ہو تو سہولت کی خاطر ایک وقت میں ایک سو بار پر ہی اکتفا کیا جائے۔

ذکر جلی و خفی:

اگر باجماعت ذکر ہے تو ظاہر ہے وہاں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، مبتدی بھی اور متوسط بھی وہاں ذکرِ جلی (بلند آواز سے) ضروری ہے۔ مبتدی بھی انفرادی طور پر کہیں پڑھ رہا ہو تو پھر بھی ذکر جلی یا ذکر جہر ہی مناسب ہے مگر جب ذکر زبان پر رواں ہو جائے تو پھر زبان ہلائے بغیر منہ بند کر کے بھی ذکر جاری رکھا جا سکتا ہے اور آخر میں یہی مقصود ہے۔

۲۔ ذکر اسمِ ذات اَللّٰہ

اَللّٰہُ...... نفی اثبات کے بعد صرف اَللّٰہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ابتداء میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا متعین تعداد میں ذکر کرنے کے بعد اسی قدر اسم ذات اَللّٰہ کا ذکر کیا جائے۔ حلقے میں باجماعت ذکر ہو تو ہر حال میں ذکر جلی یا ذکر جہر (بلند آواز سے) کیا جائے گا۔ ذکر کرنے والا اکیلا ہے تو خاموش رہ کر بھی پڑھ سکتا ہے۔ اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ..........

بیٹھنے کا انداز قبلہ رخ رہتے ہوئے وہی رہے گا۔

لِلّٰہُ...... اب اُسی نشست میں اَللّٰہ کا پہلا اَلِف چھوڑ دیں گے اور لِلّٰہ کا ذکر ہوگا۔ اسی تعداد میں جو پہلے ملحوظ رکھی گئی۔ لِلّٰہ (سب کچھ اللہ کے لئے!)

Marfat.com

لَہٗ ...... پھر پہلے لام (ل) کو چھوڑ دیں گے اور اب لَہٗ (سب اُسی وَحدَہٗ لاشریک کے لئے) کا ذکر مذکورہ متعین تعداد میں جاری رہے گا۔

ھُو ......اب آخر میں لام (ل) بھی ہٹ گیا اور پیچھے رہ گیا ھُ، جس کو ھُو پڑھیں گے اور اس کا ذکر کریں گے اتنی ہی تعداد میں۔

ھُو پر یہ ذکر مکمل ہو جاتا ہے۔ آخر میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ اور درود شریف اور دعا پڑھ کر ختم کریں گے اور ثواب بحضور سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ پہنچایا جائے گا۔

کلمۂ طیبہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ

اَللّٰہ

لِلّٰہ

لَہٗ

ھُو

اَللّٰہ

ھُو

ھُوَ الحقّ

Marfat.com

۳۔ ذِکر کلمہ طیبہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰه

اہمیت:

کلمۂ طیبہ کا ذکر بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ اس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کا اعلان واقرار ہے اور یہ کلمہ صرف مسلمانوں کو عطا کیا گیا ہے۔ اسی لئے حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے جابجا اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

کلمے دی گل تداں پیوسے، کلمے دِل جد پھڑیا ھُو
بے درداں نوں خبر نہ کوئی، دردمنداں گل مڑھیا ھُو
کفر اسلام دی گل پیوسے، بھَن جگر جد وڑیا ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؔ! جنھاں کلمہ صحی کر پڑھیا ھُو

☆

کلمے اندر چوداں طبق، کیا جانے خلقت بھولی ھُو

☆

کلمے لکھ کروڑاں تارے، وَلی کیتے سَے راہیں ھُو
کلمے نال بُجھائے دوزخ اُگ بلے از گائیں ھُو
کلمے نال بہشتے جانا نعمت سَنجھ صَباحیں ھُو
کلمے جیہی نہ کوئی نعمت باھُوؔ! دوہیں سَرائیں ھُو

☆

Marfat.com

ذکر کے تین طریقے:

کلمہ طیبہ کے ذکر کے تین طریقے ہیں۔ایک تو وہی جب نفی اثبات دِل پر ضرب لگا کر پڑھا جائے اور پھر رُخ کو سامنے کر کے کہا جائے"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه "اور تصور کرے کہ یہ نام خلاو فضا اور سارے جہاں میں پھیل رہا ہے۔ہر بار نفی اثبات پڑھ کر"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه " دہرایا جائے گا۔یہ بھی کم از کم سو بار اور زیادہ سے زیادہ تین سو بار یا پانچ سو بار۔

دوسرا سادہ طریق وہی ہے کہ ضرب کے بغیر کلمہ طیبہ کا ورد جاری رکھا جائے اور تسبیح پر مقررہ تعداد میں پڑھا جائے یا بے حد و بے حساب۔انشاءاللہ قبول ہو گا۔آخر میں درود شریف پر اس کا اختتام ہو گا۔

تیسرا طریقہ......بعض فقراء کے عمل میں دیکھا گیا ہے کہ وہ روزانہ مقررہ تعداد میں (کم از کم دس بار یا زیادہ سے زیادہ ستر اور سو بار) کاغذ پر لکھتے ہیں پھر کاغذ کو برکت کے لئے سنبھال کر رکھ لیتے ہیں یا رواں پانی میں ڈال کر بہا دیتے ہیں۔کلمے کی یہ لکھائی اِس طرح اُن کے عمل میں آجاتی ہے کہ جب اُن سے کوئی تعویذ کا مطالبہ کرے تو وہ دس بار کلمہ طیبہ لکھ کر اُس کے حوالے کر دیتے ہیں۔لکھنے میں ترتیب ملحوظ رکھنی چاہیے۔یعنی ہر سطر اوپر کی مطابقت کرے۔مشق یوں ہو گی۔پہلے کلمہ اور پھر بسم اللہ۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰه

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰه

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰه

Marfat.com

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْن۔ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

۴۔ پاسِ انفاس

(سانس کا خیال کر کے ذکر کرنا یا سانس کے ساتھ ذکر جاری کرنا)

ابتدائی ہدایات:

اندازِ نشست کا ہر حال میں خیال رکھنا ہے۔ ذکر کرنے والا قعدہ کی حالت میں قبلہ رخ ہو کر بیٹھے یا بڑے سکون کے ساتھ دوزانو ہو کر بیٹھے۔ جسم میں کسی قسم کی اکڑ نہیں ہونی چاہیے۔ خاص طور پر کندھے ڈھیلے ہوں اور جبڑا بھی نہ بھنچا ہوا ہو اور نہ ہی لٹکا ہوا ہو۔ اگر ان باتوں کا خیال نہ رکھا گیا تو ذکر بوجھ بن جائے گا اور بدن کے اعضاء و اجزاء ساتھ نہیں دے سکیں گے۔ بیٹھنے کے ساتھ پانچ دس بار ہموار سانس لئے جائیں اور پھر ذکر کی ابتداء کی جائے۔

نفی اثبات:

سانس کھینچیں گے تو کہیں گے "لَا اِلٰہَ" اور سانس خارج کریں گے تو کہیں گے "اِلَّا

Marfat.com

اللہ ''اِلَّا اللہ بہت ہموار انداز میں کہیں۔

بعض اوقات ایسا بھی کرتے ہیں کہ دس بیس بار تیز سانسوں کے ساتھ ورد کرتے ہیں اور پھر سانس کو متوازن اور ہموار سطح پر لے آتے ہیں۔ یاد رہے کہ جیسا بھی تصور کریں مقصود، مطلوب، ہموار انداز میں سانس لیتے ہوئے ذکر کرنا ہے۔

اس کے ساتھ ضرب لگانے کی ضرورت نہیں۔

پہلے مقررہ تعداد میں سانس کے ساتھ ذکر کیا جائے اور بعدازاں ہر وقت ہر جگہ یا ہر حال میں۔ اس کی کوئی تخصیص نہیں، البتہ لیٹ کر نہیں!

نوٹ کرنے والی بات یہ بھی ہے کہ سانس ادھورا یا زیادہ لمبا نہ ہو۔ سانس الٹا سیدھا بھی نہ ہو بلکہ ہر صورت میں مکمل اور ہموار رہنا چاہئے۔

اَللّٰہ ھُو:

دوسرا مقبول طریقہ پاس اَنفاس کے ذِکر کا ''اَللّٰہ ھُو'' کے ساتھ ہے۔

سانس لیتے وقت تصور میں کہے: اَللّٰہ

سانس نکالتے وقت تصور میں کہے: ''ھُو''

ہدایات وہی ہیں، سانس چھوٹا نہیں ہونا چاہئے بلکہ متوازن و مکمل اور کسی کو بظاہر پتہ بھی نہ چلے۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے پاس انفاس کے ذکر کو ''ذکر خاص الخاص'' کہا ہے۔ فرمایا:

نگہدار دَم را کہ عالم دَمے ست
دَمے پیشِ دانا بہ اَز عالمے ست

(عین الفقر۔ صفحہ:۱۶)

(سانس کا خیال رکھو کہ یہ جہان سانس کے ساتھ قائم ہے۔ سانس عقلمند کے لئے ایک جہان سے بہتر ہے)

Marfat.com

ذکرِ پاسِ انفاس کا کمال یہ ہوگا کہ یہ غیر ارادی اور غیر شعوری طور پر سانس کے ساتھ جاری ہو جائے۔ جب ذاکر کسی کے ساتھ بات کر رہا ہوگا یا کسی ایسے کام میں مصروف ہوگا جو توجہ کا متقاضی ہے تو پھر یہ ذکر شعور کی کسی گہری سطح پر چلا جائے گا اور جب بندہ فارغ ہوگا تو پھر شعوری سطح پر ابھر کر سانس کے ساتھ جاری ہو جائے گا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ جب بندہ کوئی اور کام کر رہا تھا یا سو رہا تھا تب بھی شعور کی کسی نامعلوم سطح پر یہ ذکر جاری تھا۔

۵۔ حبسِ دَم (سانس کو روک کر ذکر کرنا)

فضائل:

اگرچہ اس ذکر میں بہت احتیاط ملحوظ رکھنی پڑتی ہے مگر اس کے فضائل بھی بہت ہیں۔

حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں:

''حبسِ دَم سے انبیاء و اولیاء کی ہر ایک رُوح سے ملاقات ہوتی ہے نیز چالیس ابدالوں کی ملاقات نصیب ہوتی ہے۔

''حبسِ دم کے سبب مردہ و زندہ سارے غوث و قطب، فقیر اور درویش ملاقات کرتے ہیں۔

''حبسِ دم سے سارے فرشتے خاص کر جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں اور الہام و پیغام پہنچاتے ہیں۔

''حبسِ دم سے صورِ اسرافیل پھونکی جا سکتی ہے۔ جس ملک کو حبسِ دم والا برباد کرنا چاہے، حبسِ دم کر کے اسرافیل (علیہ السلام) کی کرنا پر پھونکے تو وہ ملک اس طرح برباد ہو جائے گا، قیامت تک آباد نہیں ہوگا اور اگر حبسِ دم کر کے عزرائیل (علیہ السلام) سے لب بہ لب اور دہن بہ دہن ہو کر پھونکے تو دشمن فی الفور ہلاک ہو جائے نیز اپنے نفس کے حاضرات کے وسیلے دوسروں

Marfat.com

سے ہم کلام ہو سکتا ہے، ملاقات کر سکتا ہے اور احوال معلوم کر سکتا ہے۔"

شرائط:

اب تک جن اذکار کا ذکر ہوا ہے ان میں اس قدر کسی رہبر کی ضرورت نہیں جتنی حبسِ دم کے ذکر میں چاہئے۔

حبسِ دم کے ساتھ ذِکر وہ بندہ کرے:

۱......جسے سانس کی کوئی بیماری نہ ہو

۲......جس کو پھیپھڑوں کا مرض لاحق نہ ہو

۳......جو سانس روکنے میں کوئی دقت محسوس نہ کرتا ہو

۴......جو بلڈ پریشر کا مریض نہ ہو

۵......جو کسی بیماری سے اُٹھا اور کمزور نہ ہو

۶......جس کا دماغی نظام درست ہو وغیرہ وغیرہ

طریقہ:

طریقہ آسان ہے، قبلہ رخ ہو کر پشت سیدھی رکھتے ہوئے بصورت قعدہ یا دوزانو ہو کر بیٹھے۔ تصور میں اپنے شیخ یا اگر شیخ نہ تو حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کی قبر مبارک کو تصور میں رکھے یعنی خیال کرے گویا اُس کے سامنے بیٹھا ہے۔

نفی اثبات:

منہ بند رکھے اور سانس کو ناک کے ذریعے آرام سے کھینچے، جہاں تک بآسانی اوپر لے جاسکتا ہے اور پھر نفی اثبات کا ذکر شروع کرے۔ چاہے تو ابتدائی مشق کے دنوں میں سر کی جنبش اور دِل کی ضرب کا التزام کرے۔ یعنی سر جھکا کر لَا کو ناف سے سر کی چوٹی کی طرف لے جائے، سر ساتھ اُٹھتا جائیگا۔ دائیں کندھے کی طرف اِلٰہ اور دِل کی جانب دِل پر ضرب کے ساتھ اِلَّا اللّٰہ۔ رفتار تیز کرنے کی ضرورت نہیں، ہفتہ دس دن گیارہ (۱۱) مرتبہ اس طرح ذکر کیا جائے، پھر یہ تعداد

Marfat.com

اکیس (۲۱) مرتبہ بڑھائی جاسکتی ہے۔آگے ہمت ہو تو اکتیس (۳۱) مرتبہ تک چلا جائے۔آخر میں اکتالیس (۴۱) مرتبہ تک تعداد بڑھائی جا سکتی ہے۔اس سے زیادہ مناسب نہیں، جب مطلوبہ تعداد ختم کرے تو ذاکر کو آہستہ آہستہ سانس واپس لانا چاہئے اور آخر میں تصور ہی تصور میں سامنے رخ کر کے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کہنا چاہئے۔

ایک ہی نشست میں مطلوبہ تعداد میں یہ ذکر دو تین بار کیا جاسکتا ہے۔

یہاں بھی بغیر سر ہلائے ذکر کیا جاسکتا ہے، سر ہلا کر یا کسی اور حرکت کے بغیر ذکر جاری رکھا جاسکتا ہے۔

اَللّٰہ ھُو:

حبسِ دم کے ساتھ اَللّٰہ ھُو کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے۔سانس روک کر سر کو اوپر اٹھا کر کہے اَللّٰہ پھر نیچے لائے تو کہے ھُو، اس کی تعداد بھی آہستہ آہستہ آگے بڑھانی چاہئے بعد میں سر کا اٹھانا اور نیچے لانا بھی ترک کیا جاسکتا ہے۔

احتیاط:

حبسِ دم کے ذکر کے ساتھ بدن میں ایک گونہ گرمی سی پیدا ہو جاتی ہے (بلکہ عام طور پر ہر ذکر کے بعد کچھ نہ کچھ گرمی محسوس ہوتی ہے) اس کے فوراً بعد پیاس محسوس ہو سکتی ہے۔پانی مت پئیں۔ذکر سے فارغ ہو کر کچھ دیر چلنے پھرنے کے بعد پانی پی لیں۔

اسی طرح پیٹ بھرا ہو تب بھی یہ ذکر مت کریں ورنہ ذہنی و جسمانی نقصان کا اندیشہ ہے۔

حبسِ دم کا فائدہ:

ویسے تو ہر ذکر کی کثرت سے توجہ میں مرکزیت پیدا ہو جاتی ہے جو بعد میں دینی و دنیاوی کاموں میں بہت مدد دیتی ہے مگر حبسِ دم کے ذکر کرنے والے بندے میں توجہ بہت جلد قوت پا لیتی ہے اور بعض اوقات اسے معلوم بھی نہیں ہوتا مگر یہ قوت اس کے خیالوں اور جذبوں کے ساتھ

Marfat.com

کام کرنے لگتی ہے۔ ایسے میں آدمی کو اپنے خیالوں اور جذبوں کی حفاظت کرنی پڑتی ہے ورنہ نفع نقصان دونوں ہو سکتے ہیں۔

اقسامِ ذکر

۱۔ ذکرِ زبانی:

ہر وہ ذکر جو زبان کے ساتھ کیا جائے، وہ ذکرِ زبانی ہے۔ خاص طور پر لمبی عبارتوں کے اذکار جیسے تلاوت، درود شریف، استغفار اور اوراد زبان سے ہی کئے جا سکتے ہیں۔

فرمایا: ''زبانی ذاکر سیف زبان ہو جاتا ہے۔''

۲۔ ذکرِ قلبی:

خواہ زبان کے ساتھ ذکر کریں مگر توجہ بائیں پہلو کے ساتھ دِل پر رہے تو یہ قلبی ذکر ہے۔

یہی قلب یا دل جو ایک عضو ہے اس کے اندر ایک قوت ہے جو ذکر کے ساتھ جاگ اٹھتی ہے۔ بعض درویش دِل کی دھڑکن کو اس قوت کے جاگنے کی علامت سمجھ لیتے ہیں، ایسا نہیں ہے، دِل کی زوروں کی دھڑکن تو بیماری ہے، ذکرِ قلبی کی ظاہری و باطنی تاثیر تو یہ ہے کہ دل عام صحت مند آدمی کی طرح دھڑکتا رہے اور ذکر اس میں جاری ہو جائے۔

ذکرِ قلبی کرنے والا کبھی دِل کی بیماری سے نہیں مرتا، بشرطیکہ دِل کو وہ بہت خوراک کھا کر اور جسم پر چربی چڑھا کر نہ ستا تا رہا ہو۔ فرمایا:

''قلبی ذاکر کے دِل میں محبتِ الٰہی کا داغ ہو جاتا ہے۔ زندگی اور موت میں ہر گز نہیں مرتا۔''

Marfat.com

۳۔ ذکرِ روحی:

صوفیوں اور فقیروں نے جسم کے اندرون میں کئی ایسے مراکز تلاش کر لئے جہاں خفیہ قوتیں موجود ہوتی ہیں۔ ان کو باتوجہ ذکر کے ساتھ جگایا جا سکتا ہے۔ وہ آگے روحانیت کے حصول میں معاون ہوتی ہیں، ان کو لطائف کہا جاتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین نے بھی ان کا ذکر فرمایا ہے۔

مشہور مقامات لطائف یہ ہیں:

لطائف:

نفس	ناف
قلب	دِل سینے کے بائیں پہلو میں
روح	سینے کے دائیں پہلو میں
سِرّ	سینہ کے درمیان
خفی	پیشانی
اخفیٰ	اُم الدِّماغ۔ مغز کے درمیان

ان لطائف کے مذکورہ مواضعات میں اختلاف ہو سکتا ہے مگر ان مقامات کی خفیہ قوتوں کے بارے میں سب متفق ہیں۔

ذکرِ روحی یہ ہے کہ ذکر کرتے ہوئے اس مقام کے اندرون کے تصور کے ساتھ کلمات دہرائے جائیں یعنی جیسے دِل پر ضرب لگاتے تھے، اب اس مقام پر زور ہوگا۔ کچھ عرصے کے بعد وہاں ایک خاص رنگ میں روشنی ظاہر ہوگی۔ یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ ایک قوت یہاں بیدار ہوگئی ہے۔ فرمایا: ''روحی ذاکر ہمیشہ ارواحِ انبیاء و اولیاء کا ہم مجلس رہتا ہے۔ اسے نفسانی مجلس اچھی نہیں لگتی۔''

روشنی نظر نہ بھی آئے تو یہ کیفیت ذکرِ روحی کی کارفرمائی کی علامت ہے۔

Marfat.com

نقشِ لطائف:

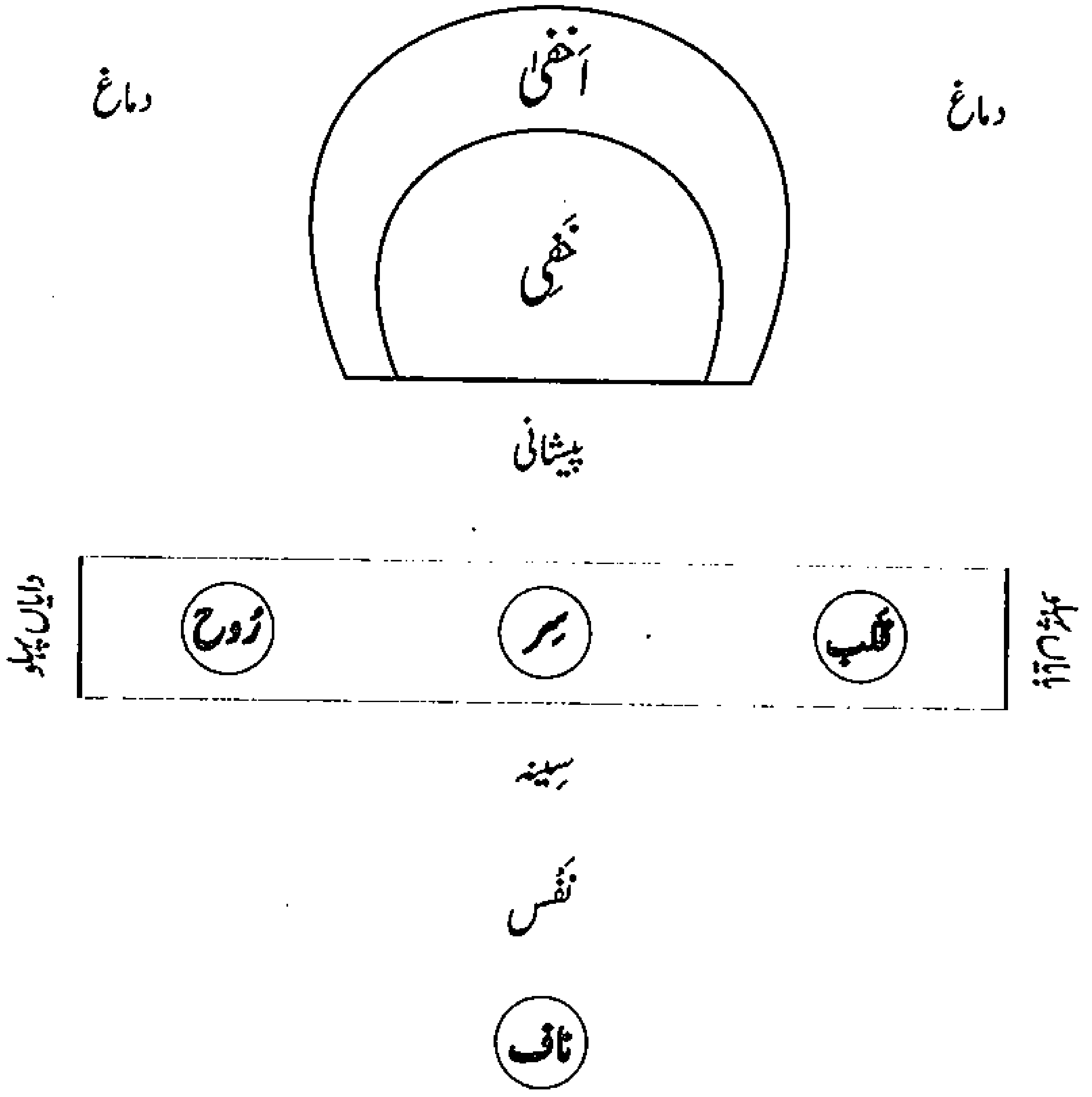

لطائف: رُوحانی قوّتوں کے باطنی مراکز

۴۔ ذکرِ سِرّی:

سینے کے درمیان سِرّ کا مقام ہے، یہ روح سے بڑھ کر ایک خفیہ طاقت کا موضع ہے۔ اس پر توجہ مرکوز کر کے ذکر کیا جائے تو روحانیت میں اس کے ثمرات علم و معرفت ہیں جو الہام و القاء کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔ فرمایا:

''سِرّی ذاکر پر ظاہری و باطنی تجلیات کے مشاہدے بارانِ رحمت کے قطروں کی طرح برستے ہیں۔''

Marfat.com

ذکر خفی و اخفیٰ:

پیشانی اور دماغ پر توجہ کر کے ذکر کیا جائے تو آدمی کا سارا وجود ذاکر ہو جاتا ہے۔ یہ عارف باللہ سے بھی آگے "معارف" کا مقام ہے۔ ذاکر پہلے اگر سونا تھا تو اب کندن بن جاتا ہے۔

"جب طالبِ اللہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا نفس، قلب اور روح سبھی ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اسی ذکر کو ذکرِ سلطانی کہتے ہیں.......... اس مقام میں نفس، قلب، روح اور سرّ ایک ہو جاتا ہے۔ اسی کو توحید مطلق کہتے ہیں۔" (جامع الاسرار۔ صفحہ: ۲۷)

مراحلِ ذکر

ذکر میں کئی مراحل آتے ہیں اور ذکر کرنے والے کو ان سے باخبر رہنا چاہئے کہ وہ اِن کی کہیں غلط تعبیر نہ کرتا رہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ نے چار مرحلوں کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ ذکرِ زوال:

جب اللہ کا طالب ذکر شروع کرتا ہے تو اس کی شہرت ہو جاتی ہے، لوگ اس کے پاس آنے لگتے ہیں، ایسے میں وہ کچھ بڑائی محسوس کر سکتا ہے۔ اگر اس نے اپنے تئیں لوگوں سے برتر سمجھا تو شیطان کا مقصد پورا ہو گیا لیکن اگر وہ ذکر جاری رکھتا ہے اور عجز و انکسار کے ساتھ ذکر میں آگے تک بڑھ جاتا ہے تو شیطان دوسرا حربہ استعمال کرتا ہے، لوگ اس سے دور ہو جاتے ہیں اور کچھ معاشی و معاشرتی مشکلات بھی پیش آ سکتی ہیں۔ اگر پریشان ہوا اور ذکر کے بارے میں شک کرنے لگا تو شیطان پھر کامیاب ہو گیا لیکن اگر وہ استغفار کرتا رہا اور آگے بڑھتا گیا تو ایک مقام اللہ سے اُس کا ملاپ ہو جائے گا۔ فرمایا: "پس وہی صادق مرید ہوتا ہے جو کہ حال پر قائم رہ کر انتہا

Marfat.com

کو پہنچ جائے اور معرفتِ خداوندی کا وصال حاصل کرے۔"

۲۔ ذکرِ کمال:

ذکر کرتے ہوئے اگر طالبِ حق زوال کی صورتوں سے عہدہ برآ ہو کر آگے نکل گیا تو اس نے کمال کی حدود کو چھولیا۔ اس مرحلے کی سلطان صاحب قدس اللہ سرہٗ نے نشاندہی فرمائی ہے کہ یہاں اس کی طرف "ملائکہ کا رجوع ہوتا ہے۔ جب ذکر کمال ختم ہوتا ہے تو ملائکہ کے لشکر در لشکر اور کراماً کاتبین نیکی و بدی کا الہام دیتے رہتے ہیں اور معصیت سے باز رکھتے ہیں۔"

۳۔ ذکرِ احوال:

ذاکر یہاں مذکور سے جا ملتا ہے، اسم اور جسم ایک ہو جاتا ہے۔ یہاں سے فقیری کے احوال و مقامات شروع ہوتے ہیں۔ "تجلیات حاصل ہوتی ہیں اور فنا فی اللہ و بقا باللہ کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ جب ان چاروں سے گزر جائے تو پھر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق ہوتا ہے۔"

ثابت صدق تے قدم اَگیرے تاں ای ربّ لبھیوے ھُو
لُوں لُوں دے وِچ ذِکر اللہ دا ہر دم پیا سُنِیوے ھُو
ظاہر باطن عین عیانی ھُو ھُو پیا سُنِیوے ھُو
نام فقیر تنہاندا باھُو! قبر جنہاں دی جِیوے ھُو
(ابیات)

☆☆☆

Marfat.com

مراقبہ کیا ہے؟

''مراقبہ کیا ہے اور مراقبہ سے کیا حاصل ہوتا ہے؟''

مراقبہ نام ہے رکاوٹوں کو دور کرنے اور خدا تعالیٰ کی وحدت تک پہنچانے کا

''مراقبہ خدا کی محبت کا نام ہے''

اور

''یہ مقام حیّ قیوم لازوال میں استغراق کا رہنما ہے۔''

''مراقبہ ایسا ہونا چاہئے کہ جیسے رات کی تاریکی سے سورج نکل آئے اور زمین و آسمان ایک سرے سے دوسرے سرے تک روشن ہو جائیں جیسے تاروں کے درمیان چاند۔''

''صاحبِ مراقبہ جب آنکھ کھولتا ہے تو اللہ کے سوا سب کچھ جل جاتا ہے۔ کسی چیز کا حجاب نہیں رہتا۔'' (عین الفقر)

''مراقبہ پیغامِ حضور ہے اور اہلِ مراقبہ مغفور ہے۔ قَالَ علیہ السلام: اے علی! اپنی آنکھیں بند کر لے اور اپنے دِل میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُن!''

''جو شخص مراقبہ میں کمالیت کو پہنچ جاتا ہے اُسے آنکھیں بند کرنے کی حاجت نہیں رہتی، جیسے غواص پانی میں غوطہ لگائے اور پانی میں سب پانی دیکھے۔''

''مرا از پیرِ طریقت نصیحتے یاد است
کہ غیرِ یادِ خدا ہر چہ ہست برباد است

یعنی مجھے پیرِ طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ خدا کی یاد کے سوا جو کچھ ہے، برباد ہے۔''

(ایضاً)

مراقبہ دراصل دل کی نگرانی کا نام ہے یعنی اوہام، وساوس، خیالات اور ذہنی و نفسانی اور شیطانی ترغیبات سے دل کی حفاظت کی جائے۔ (جامع الاسرار۔ص:۳۲)

Marfat.com

سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ مراقبہ میں روحانی بھید کھلتے ہیں۔ یہ انسان کو اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے۔.......... مراقبہ بندے کو مادی جہان سے اوپر لے جاتا ہے، ایسا بندہ عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ "نفس اور شیطان پر غالب آتا ہے اور اُن پر قادر ہو جاتا ہے۔..... ایسا شخص ظاہر میں سب لوگوں سے گفتگو کرتا ہے اور باطن میں مراقبہ کرتا ہے" (شمس العارفین۔ ص: ۳۸)

اندازِ نشست:

مراقبہ میں اندازِ نشست کو خاص طور پر ملحوظ رکھنا ہوگا۔ قبلہ کی جانب رخ کر کے قعدہ کی حالت میں یا دوزانو ہو کر بیٹھا جائے جب کہ پشت سیدھی ہو، سر نہ جھکا ہوا ہو اور نہ اوپر کی طرف اُٹھا ہو۔ ٹھوڑی کندھوں کی سیدھ میں ہو۔

شرائط وہی ہیں جن کا ذکر کے سلسلہ میں خیال رکھا جاتا ہے، جیسے باوضو، کپڑے صاف، جگہ پاک، ذہنی حالت پر سکون، جسم ڈھیلا، آنکھیں نیم وا وغیرہ۔

آنکھیں بند کریں گے تو نیند آ جائے گی اور درمیان میں سو جائیں گے تو پتہ بھی نہیں چلے گا لہٰذا آنکھیں اَدھ کھلی رکھنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔

وقت مقرر ہونا چاہئے۔ اگر اذکار مختصر ہوں تو بے شک ذکر کے بعد مراقبہ کر لیں لیکن اگر اذکار طویل ہیں مثلاً ایک گھنٹے سے زائد تو پھر مراقبہ کے لئے کوئی الگ وقت متعین کرنا پڑے گا۔ نماز فجر کے بعد، عصر اور مغرب کے درمیان یا مغرب اور عشاء کے درمیان۔ عشاء کے بعد وقت رکھیں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تکان اور نیند کا غلبہ ہو جائے۔ بہر صورت فارغ وقت کا سوچ لیا جائے یعنی جب باہر سے کسی خلل یا دخل کا اندیشہ نہ ہو۔

مراقبہ کے لئے موزوں مقامات:

ذکر کی طرح جگہ بھی مخصوص کر لی جائے۔ مندرجہ ذیل جگہیں مفید اور معاون ہو سکتی ہیں۔

۱۔ کسی غالب الاولیاء کا مزار

Marfat.com

۲۔ فرض نماز کے بعد مسجد کا کوئی کونہ۔

۳۔ پہاڑ یا جنگل میں کوئی جگہ یا ندی کے کنارے، جہاں لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو۔

۴۔ روزانہ عمل کے لئے گھر میں کوئی حجرہ یا کسی کمرے کا کوئی پرسکون کونا۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے کچھ اہم مراقبات کی ہدایت فرمائی ہے۔ یہ ابتداء میں بھی ویسے ہی لازم ہیں جیسے انتہا میں۔

۱۔ فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنافی اللہ

اگرچہ ان کو عام مروجہ مفہوم میں مراقبہ نہیں کہا جا سکتا مگر باقاعدہ برمحل مراقبہ کے دوران میں یا اس کے بعد ان کی اس قدر اہمیت ہے کہ ان کو مراقبے کی صورت و کیفیت سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

۱۔ فنافی الشیخ:

مرشد کامل ایک ایسا روحانی استاد ہوتا ہے جو دوسرے علوم کے اساتذہ سے ایک الگ مقام اور حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں طالبِ حق کو اس کی مکمل پیروی کرنی پڑتی ہے، اس کے ظاہری اعمال سے لے کر باطنی اشغال تک۔ ایسا ممکن نہیں ہو سکتا جب تک کہ طالب اور مرشد کے درمیان مکمل اتحاد نہ ہو۔ طالب کا شوق اور استاد کے ساتھ اس کا تعلق اور رابطہ اس اتحاد کو اس قدر مضبوط کرتا ہے کہ اس کا ظاہر و باطن مرشد کے تابع ہو جاتا ہے۔ ایک بیت میں فرمایا:

آپ سمجھ سمجھیندا باھُو، ''آپ'' آپے بَن جاندا ھُو

(باھُو! وہ خود ہی سمجھاتا ہے اور خود ہی سمجھتا ہے، انجام کار وہ خود ہی میں ''آپ'' بن جاتا ہے۔)

Marfat.com

تصورِ شیخ:

جب طالب حق مراقبے کے لئے بیٹھنے لگے تو اپنے مرشد کو یاد کرے، اس کی صورت کو سامنے متصور کرے اور پھر اس کی شخصیت کے تصور کو اپنے اوپر اس طرح حاوی کر لے کہ گویا وہ خود نہیں بلکہ اس کی صورت میں خود مرشد بیٹھا ہے۔

فرمایا: ''شیخ حضوری کا نام ہے اور دوام حضور ہے...... شیخ کا مذکورہ تصور ایسا ہے کہ اس کی صورت کا تصور ہر حال میں لازوال خزانے بخشتا ہے، جو کوئی صورتِ شیخ میں مُبدّل ہو جائے، روشن ضمیر ہو جاتا ہے...... شیخ کے ہاتھوں میں وہ ذوالفقار کی طرح ہے جو موذی کافروں کو قتل کرتی ہے۔ باطل بدعت سے استغفار...... جب شیخ کا تصور صورت باصورت ایک وجود ہو کر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتا ہے تو پھر شیخ کی صورت طالبِ مرید کو ہر مطالب اور جس منزل اور مرتبے پر چاہتی ہے، پہنچا دیتی ہے...... جسی ترک توکل میں اس کا جسم شیخ کے جسم کے ساتھ ہوتا ہے...... اِسم اِسم کے ساتھ، قلب شیخ کے قلب کے ساتھ، دل شیخ کے دل کے ساتھ، روح شیخ کی روح کے ساتھ، دَم شیخ کے دَم کے ساتھ اور قدم شیخ کے قدم کے ساتھ......'' (کشف الاسرار)

اس سے کسی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ شیخ نعوذ باللہ ایک بت بن جاتا ہے۔ اصل میں نفسیاتی اور روحانی نقطۂ نظر سے شیخ ایک نور ایک متحرک قوت بن کر مرید کے باطن میں جاگزیں ہوتا ہے اور اس کی توجہ اور برکت سے سب کام صحیح ہو جاتے ہیں۔

مراقبے کے وقت خاص طور پر اور بعد ازاں عام طور پر شیخ کا تصور قائم رہنا چاہئے۔

اس اثناء میں طالبِ حق کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لئے شیخ محض ایک مثال ہے، ایک اور ہستی کی، جو اس سے آگے اور اوپر ہے۔ اس وقت بھی جب مرید یا طالب کے وجود پر تصور شیخ کا پورا غلبہ ہوتا ہے مرید کے ذہن کے گوشے گوشے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانی شخصیت کا عکس ضوفگن رہتا ہے۔ شیخ کا تصور مکمل ہوتا ہے تو اسی کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کرم کا سورج طلوع ہوتا ہے۔

Marfat.com

ب۔ فنافی الرسول:

اب شیخ مرید پر یہ حقیقت اپنی ظاہری و باطنی توجہ سے واضح کر دیتا ہے کہ وہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محض ایک نمائندہ ہے۔

حضوری: اصل کامل نمونہ تو انہی کی ذات اقدس ہے۔ اب ظاہری طور پر مرید شریعت کی پوری پیروی کرتا ہے اور ہر لمحے کوئی بھی کام کرتے ہوئے شیخ کی معیت کا خیال رکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور یوں کرتا ہے گویا وہ اسے دیکھ رہے ہیں اور وہ ان کی نگاہوں میں ہے۔ بڑھتے بڑھتے یہ ایک حضوری کی کیفیت ہو جاتی ہے، ترقی کرتی ہے تو یہی مقام فنافی الرسول ہے۔

ج۔ فنافی اللہ:

فنافی الرسول کے مقام پر اصل مقصود منکشف ہوتا ہے۔ (یہ انکشاف بھی فی الواقع نیا نہیں ہوتا بلکہ فنافی الشیخ اور فنافی الرسول کے ظاہر و پنہاں کے ساتھ متعلق ہوتا ہے) اور یہی اصل مقصود ہے: اِلٰھِیْ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَ رِضَاءُكَ مَطْلُوْبِیْ (اے اللہ! تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا ہی مجھے مطلوب ہے۔)

اب مرید پر یہ بات کھلتی ہے کہ ستارے اور چاند سارے سورج کی طرف اشارہ کناں تھے۔ اللہ کی ذات ارفع و اعلیٰ ہے اور سارے جہان اُس کے اندر ہیں۔ جب یہ بات اُس پر روحانی طور پر کھلتی ہے تو پھر خود فقیر کی مثال جہان میں سورج کی طرح ہو جاتی ہے جس کی روشنی اور حرارت سے سب مخلوق زندہ ہے۔

مذکورہ بالا مراقبات اس کشف و معرفت تک پہنچنے کے اہم ذرائع ہیں۔

ارشادات حضرت سلطان باھُو:

تصورِ شیخ کے بارے میں فرمایا: ''تصورِ شیخ کی زیادتی سے جو وجود میں ایک نورانی صورت پیدا ہوتی ہے وہ صورت علم کی فضیلت بیان کرتی ہے کہ قرآن، حدیث، فقہ، فرض، سنت،

Marfat.com

واجب اور مستحب کو بجالانا چاہئے اور کبھی وہ صورت ذکر اللہ میں غرق ہوتی ہے تو اس صورت کے وجود سے آواز نکلتی ہے: سِرِّ ھُو، سِرِّ ھُو، ھُوَ الْحَقُّ لَیْسَ فِیْ الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ اور کبھی وہ صورت زمانۂ گزشتہ، زمانۂ حال اور زمانۂ مستقبل کے حالات ایک ایک کر کے ظاہر کرتی ہے۔ اکثر وہ صورت اپنے تئیں دن رات نماز، طاعت اور بندگی سے فارغ نہیں رکھتی اور ہمیشہ وہ صورت شرع کی پابند رہتی ہے اور کبھی بھول کر بھی خلافِ شرع کام اس سے ہو تو ہو، ورنہ کبھی کفر یا شرک یا بدعت کا کلمہ اس سے ظاہر نہیں ہوتا اور کبھی وہ صورت معاملات میں نفس کا محاسبہ کر لیتی ہے اور نفس کو کہتی ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

فنافی الرسول کے بارے میں: "اور فنافی الرسول یہ ہے کہ جس وقت اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحِ پاک بمع اصحابِ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین بڑی مہربانی کے ساتھ تشریف فرما ہوتی ہے اور صاحبِ تصور کو فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ پکڑو! آپ کا دستِ مبارک پکڑتے ہی اُسے معرفتِ الٰہی نصیب ہوتی ہے اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور ارشاد کے لائق ہو جاتا ہے۔"

فنافی اللہ کے بارے میں: "مقام فنافی اللہ سے مراد یہ ہے کہ جو اسم اَللّٰہُ کا تصور کرے تو اسم اَللّٰہُ کی تاثیر اسے اَلّا اللّٰہ کی معرفت بخشتی ہے اور غیر حق کو اس کے دل سے دور کرتی ہے۔ جو اس مقام پر پہنچتا ہے وہ توحیدِ معرفتِ الٰہی کے دریا سے پیالا پیتا ہے اور شریعت کا لباس سر سے پاؤں تک پہنتا ہے اور شرعی احکام بجالاتا ہے اور جو بال بھر بھی معرفتِ الٰہی کو دیکھتا ہے اسے جاہل کے روبرو بیان نہیں کرتا اور نہ جوش وخروش کرتا ہے اور ڈینگیں نہیں مارتا۔"

(شمس العارفین۔ ص: ۵۰-۴۹)

۲۔ تصورِ اسم اللہ ذات

حضرت سلطان العارفین کے سلوکِ فقر میں سب سے اہم مراقبہ تصورِ اسمِ ذات ہے۔

Marfat.com

فضائل:

فرمایا: ''اعمال ظاہری کا سلوک بمنزلہ چراغ ہے اور اسمِ ذات اللہ کے حاضرات کا تصور بمنزلہ آفتاب ہے۔ جب نورِ توحید کی تجلی کا آفتاب نکلتا ہے تو تمام قلب روشن ہو جاتا ہے اور جب لوحِ دِل پر اسم اللہ ذات چمکتا ہے تو اسے معرفتِ الٰہی حاصل ہونی شروع ہو جاتی ہے پھر اسے سارے علوم، مقام حیٔ و قیوم، معرفت اور توحید سب کچھ روشن دکھائی دیتا ہے۔ جو کچھ لوحِ محفوظ پر لکھا ہوتا ہے وہ سمجھ میں آجاتا ہے کیونکہ لوحِ ضمیر رونما آئینہ کی طرح ہو جاتی ہے۔''

(کلید التوحید کلاں۔ص:۳۵)

نیز فرمایا: ''جو کوئی شخص اسم اللہ پر نظر رکھے وہ ہمیشہ اللہ کی رحمت کے مدنظر رہتا ہے۔ اسم اللہ کا تصور کرنے والا اگر بظاہر فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے تو اسم اللہ کی برکت سے اس کا وجود پاک ہو جاتا ہے اور وہ مرنے کے وقت تائب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ یعنی اللہ محبت کرتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور محبت کرتا ہے ستھرے لوگوں سے۔ (رسالہ روحی خورد۔ص:۱۹)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کے سلوکِ فقر میں یہ سب سے اہم مراقبہ ہے۔ یہ سب امراض کا علاج اور سب سے زیادہ مؤثر طاقت بخش دوا ہے۔ اگر کسی شخص کا ارکانِ دین کی ادائیگی میں دل نہ لگتا ہو، ذِکر کی طرف طبیعت مائل نہ ہوتی ہو مگر روحانی ترقی کا خواہشمند بھی ہو تو اسے تصورِ اسم اللہ ذات کا مراقبہ کرنا چاہئے۔

مبتدی کے لئے تین مرحلے:

مبتدی کو مشق کے تین مرحلے ملحوظ رکھنے چاہئیں۔

پہلا مرحلہ نقش اسم اللہ کو دیکھنے کا ہے۔ دوسرا آنکھیں بند کر کے کچھ دیر کے لئے توقف کا اور تیسرا دل میں نقش کو ٹھہرانے اور جما کر دیکھنے کا۔

مناسب وقت مقرر کر لیا جائے۔ جگہ کا تعین بھی ہو جائے تو مراقبہ کرنے والا سامنے کسی

Marfat.com

دیوار یا بورڈ پر نقش کو اس طرح آویزاں کرلے کہ اس کی آنکھوں اور نقش کے درمیان فاصلہ چار یا پانچ فٹ تک ہو اور نظر اور نقش کے درمیان سیدھی لکیر کھینچی جاسکے یعنی بالکل نظر کے بالمقابل ہو۔

یہ اس لئے ضروری ہے کہ عموماً درویش نقش کو کتاب کی طرح ہتھیلی پر سامنے رکھ لیتے ہیں اور الٹے سیدھے بیٹھ کر اس پہ نظر جمائے دیکھتے رہتے ہیں۔ اس طرح دیکھنے اور بیٹھنے سے نیند، تکان اور اکتاہٹ کا اندیشہ ہے اور دوسرے توجہ شعور کی ساری قوتوں کے ساتھ مرکوز نہ ہو سکے گی لہٰذا نشست کے انداز (قعدہ کی حالت میں جبکہ ریڑھ کی ہڈی سیدھی رہے) اور نقش کے فاصلے کو صحیح کر لینا چاہئے۔

حصار کے لئے کلمات:

اب حصار کے لئے یہ کلمات پڑھے جائیں اور خاتمے پر انہیں اپنے سینے اور جسم پر پھونک دیا جائے۔

"تعوذ و تسمیہ	تین بار
درود شریف	تین بار
آیت الکرسی	تین بار
سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ الرَّحِيْم	تین بار
چاروں قُل	تین بار
سورۃ فاتحہ	تین بار
استغفار	تین بار
کلمۂ تمجید	تین بار
کلمۂ طیبہ	تین بار

پڑھتے ہوئے اسم اللہ ذات اور اسم مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ پر نظر رکھے۔

(مجالسۃ النبی)

Marfat.com

ایسا کرنے کے بعد نظر نقش پر جما دی جائے۔ عام طور پر جو نقش دستیاب ہیں ان پر دل کی شکل بنی ہوتی ہے اور سنہرے یا سفید رنگ میں اللہ لکھا ہوتا ہے۔ دل کی زمین سرخ یا سیاہ ہوتی ہے لیکن بہر صورت جو کچھ بھی صحیح ہو صحیح سائز کے نقش کی دستیابی اولین ضرورت ہے۔ کارڈ کا سائز سات انچ لمبا اور پانچ اِنچ چوڑا ہونا چاہیے یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں ''مرشدِ کامل خوشخط اسم اللہ لکھ کر طالب کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ اے طالب! اسمِ اللہ ذات دِل پر لکھ اور اس کا نقش جما۔ جب طالب اسمِ اللہ ذات دل پر تصور سے لکھ لیتا ہے اور اس کا نقش قائم ہو جاتا ہے تو مرشد طالب کو توجہ دے کر کہتا ہے کہ اے طالب! اسمِ اللہ کو اب دیکھ، چنانچہ اس وقت اسمِ اللہ ذات آفتاب کی طرح تجلیٔ انوار سے روشن اور تاباں ہو جاتا ہے۔''

(نورالہدیٰ۔ صفحہ:۳۳)

اب چاہیے کہ طالبِ حق! اسم اللہ کے نقش پر نظر جمائے اور ٹکٹکی لگا کر اسے دیکھتا رہے۔ اس درمیان میں اگر چاہے تو دِل میں اللہ اللہ بھی کہتا رہے اور پلکیں جھپکتا بھی رہے۔ نظر کا مرکز اسم اللہ کے درمیان میں دوسرے ''ل'' پر رہے جس پر شد ہوتی ہے۔

دیکھنے کے عمل کا دورانیہ پہلے پہل بیس اور تیس منٹ سے زیادہ کا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کہیں سرگردانی محسوس ہو تو دیکھنے کا دورانیہ کم کر کے پندرہ منٹ بھی کیا جا سکتا ہے۔

دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ وہیں اسی طرح بیٹھے بیٹھے آنکھیں بند کر لے۔ سر ویسے ہی اپنی جگہ پر رہے۔ نظر کے پردے پر گہرے رنگ تیرتے گھومتے نظر آئیں گے اور جس نقش کو دیکھتا رہا ہے اس کا بھی بھدا سا عکس نظر آئے گا مگر یہ سب سائے ہیں اور روشنی کے گہرے رنگ ہیں۔ تقریباً پانچ منٹ میں صاف ہو جائیں گے۔ تب ایک قسم کا سفید رنگ ظاہر ہوگا، اسی کا انتظار تھا۔ جب رنگ غائب ہو جائیں اور ایسی سفیدی ظاہر ہو تو اب تیسرے مرحلے میں تصور میں نظر جھکا کر دل پر نقش اسمِ اللہ کا تصور جمائیے۔ یہ ابتدائی مشقوں میں ایک ایک دو دو سیکنڈ جھلک دکھا کر غائب ہوتا

Marfat.com

رہے گا مگر استقلال کے ساتھ طالب حق بیٹھا رہے اور تقریباً دس منٹ تک کوشش جاری رکھے پھر خواہ جتنا بھی کامیاب ہوا ہو، اسے غنیمت سمجھے اور کلمۂ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دے۔

بہتر ہوگا کہ ابتدائی ایک دو مشقیں مرشد کے سامنے بیٹھ کر کی جائیں۔ وہ اپنی غالب تصوری قوت سے تیسرے مرحلے میں نقش کو ٹھہرانے میں مدد دے گا۔ اس طرح سے وہ کام جو کچھ زیادہ عرصہ میں ہوسکتا ہے، قلیل مدت میں ہو جائے گا۔

اگر صحیح طریقے پر یہ مراقبہ کیا جائے یعنی اندازِ نشست، نقش اور نظر کے درمیان فاصلہ اور دوسرے اور تیسرے مرحلے کے دورانیے کا لحاظ رکھتے ہوئے مستقل مزاجی سے اسے جاری رکھا جائے تو کم از کم تین ماہ میں اور زیادہ سے زیادہ چھ ماہ میں تصور جم جائے گا۔ دراصل تصور کی بھی اپنی اپنی استعداد ہوتی ہے، نتیجہ بھی اسی کے مطابق ہوگا۔

مراقبہ کی ابتدائی مشقوں کے دوران گھبرانا نہیں چاہئے۔ تیسرے مرحلے پر جب تصور میں دِل پر اللہ کو نقش کر رہا ہو تو زور بھی نہیں لگانا چاہئے ورنہ پٹھے اور اعصاب اکڑ جائیں گے اور خاتمے پر بے لطفی محسوس ہوگی۔

تمام ہدایات ملحوظ رکھی جائیں گی تو طالبِ حق دیکھے گا کہ ایک دِن اسم ذات کا تصور اس کے دِل کی زمین پر سورج کی طرح طلوع ہوگا اور درخشاں رہے گا۔

احتیاطی تدابیر:

بایں ہمہ ان بے قاعدگیوں اور بے احتیاطیوں سے بچنا چاہئے۔

۱۔ مراقبۂ تصورِ اسمِ ذات کے درمیان پہلو نہ بدلا جائے۔

۲۔ درمیان میں کسی کو دخل انداز ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ اگر حرج ہو جائے تو دوبارہ نئے سرے سے کوشش کی جائے یا وقفے کے بعد جب طبیعت مائل ہو تو شروع کیا جائے۔

۳۔ دِل کو ایک تنگ سی جگہ مت سمجھا جائے بلکہ اس کو ایک وسیع و عریض میدان سمجھے،

Marfat.com

جہاں اسم اللہ کا نقش چمک رہا ہے۔ ''قلب ایک نہایت وسیع ولایت اور ملکِ عظیم ہے، دونوں جہان معہ مخلوقات اِس میں سما سکتے ہیں اور قلب اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہے۔'' (فضل اللقاء۔ صفحہ: ۴۰)

''...... طالب اپنے دِل کے اردگرد ایسا وسیع اور لازوال ملک دیکھتا ہے کہ جس میں چودہ طبق اور کونین رائی کے دانے کے برابر نظر آتے ہیں۔'' (نور الہدیٰ۔ صفحہ: ۳۴)

۴۔ کسی صورت میں بھی بے صبری اور بے قراری کی کیفیت نہیں ہونی چاہئے۔

۵۔ اپنے تئیں مرشد کی صورت سمجھنا یا اُس کو اپنے ہمراہ سمجھنا نہیں بھولنا چاہئے یعنی غیر شعوری طور پر اس کا احساس ضرور رہے۔

۶۔ آخر میں دعا ضروری ہے۔ اللہ کا شکر ادا کیا جائے اور آئندہ کے لئے مدد مانگی جائے۔

طالب متوسط کے لئے ہدایات:

طالب متوسط کے لئے اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق یوں ہے کہ جب تصور کچھ جم جائے تو پھر پاسِ انفاس کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے نقش کو دیکھا کرے۔ عام طور پر جو نقش ملتے ہیں ان پر اللہ کے ساتھ ھُو بھی لکھا ہوتا ہے، کبھی کبھی مُحَمَّد بھی۔ سانس کھینچے تو اللہ کہے اور اسم کے نقش پر نظر رکھے اور سانس نکالتے وقت ھُو کہے تو لفظ ھُو پر نظر ٹکا دے اور اسی طرح جاری رکھے۔ ایک وقت آئے گا جب یہ تینوں اسماء دل پر نقش ہو جائیں گے۔

طالب منتہی کے لئے ہدایت:

طالب منتہی کیلئے ہدایت یہ ہے کہ جب نقش جم جائے تو پھر اس کو پھیلائے اور تصور میں دیکھے کہ یہ قلب کے میدان پر چھا گیا ہے اور اس سے ہر قسم کی روشنیاں نکل رہی ہیں۔ بعد میں یہی نور کی تجلیات میں بدل جائیں گی اور ان کے ساتھ ان کا مفہوم بھی اِلقاء ہونا شروع ہو جائے گا۔

''اِسم اللہ ذات کے دائمی تصور سے دل پر ہزار ہا تجلیات ہوتی ہے جن سے دل اور بھی روشن اور چمک دار بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بے حجاب نظر آنے لگتا ہے۔ معرفتِ الٰہی کی بے

Marfat.com

حجاب روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔اس مقام پر سب کچھ عین بعین دکھائی دیتا ہے اور غیب الغیب منکشف ہو جاتا ہے۔" (اسرارِ قادری۔ص:۴)

جب صاحب تصور طالب منتہی اس حال اور مقام کو پہنچ جائے تو پھر اسے مبتدی کی طرح روزانہ نقش سامنے رکھنے، اسے مسلسل دیکھتے رہنے اور بعد ازاں تصور میں جمانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ کہیں بھی کسی رخ اور کسی پہلو پر وہ بیٹھا ہو، جب دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کا مراقبہ شروع ہو جاتا ہے اور اسے "اس مقام پر سب کچھ عین بعین دکھائی دیتا ہے۔"

آگے اسی تصور اسم اللہ ذات کے طفیل ایک نئے مراقبے میں داخل ہونے کی سہولت خود بخود نکل آئے گی جسے مراقبہ' مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں۔مگر اس کا بیان اور طریق اپنے موقع پر لکھا جائے گا۔

فرمایا: "اسمِ اللہ کا تصور عارف باللہ کا مقام ہے.............. ہر علم اور ہر صحیفہ اور ہر کتاب جیسے توریت، انجیل، زبور اور قرآن شریف اسم اللہ کی شرح ہے۔تمام انبیاء و اولیاء، اسمِ اللہ کی حقیقت پانے کے لئے تمام ظاہری و باطنی علوم پڑھتے ہیں اور اسم اللہ کی الوہیت اور معرفت کی بدولت فنافی اللہ کے مراتب ملتے ہیں۔کوئی علم ہے جو اسم اللہ اور الوہیت سے بڑھ کر ہو؟" (رسالہ روحی خورد۔ص:۳۵)

معاون تدابیر:

اسم اللہ ذات کے تصور کرنے والے مبتدی، متوسط اور منتہی سب کے لئے کچھ مزید کوششیں بھی معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔مثلاً ایک تو یہ ہے کہ نقش کا کارڈ لے کر صاحبِ مراقبہ اپنے سونے والی جگہ کے قریب دیوار پر اس طرح آویزاں کر لے کہ سونے سے پہلے اُس کو چند منٹ کے لئے دیکھ سکے۔پھر سو کر اُٹھے تو صبح کو آنکھ کھولتے ہی اُس پر نظر پڑے۔اگر دفتر میں کام کرتا ہے تو اپنی میز پر نقش کا کارڈ فریم کروا کر رکھ دے اور وقتاً فوقتاً دیکھا کرے۔اسی طرح جہاں پاک اور صاف جگہ پر گزر رہتا ہو یا زیادہ اُٹھنا بیٹھنا ہو تو وہاں بھی نقش آویزاں کیا جا سکتا ہے مگر یاد رہے کہ

Marfat.com

یہ ایک ہی نقش کی نقول ہونی چاہئیں ورنہ مختلف ڈیزائن کے نقش آویزاں کیے تو تصور میں پریشانی ہوسکتی ہے۔

اسی طرح دن میں کسی وقت اگر چند منٹ کی فرصت ملے تو دِل کی جانب نظر کر کے تصور میں دیکھے کہ دِل میں اسمِ اللہ ذات کے نقش کی کوئی جھلک نظر آ رہی ہے یا نہیں؟ اگر کہیں جھلک نظر آ جائے تو اللہ کا شکر ادا کرے۔

آخری بات: مراقبے کی ہر مشق کے بعد اللہ کا شکر ادا کیا جائے اور نورِ توفیق کی دُعا کی جائے۔

متفرق دَوائر و نقوش:

حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے اسم اللہ ذات کے نقش کے علاوہ کئی اور دائرے اور نقش تجویز فرمائے ہیں جو ترتیب سے مشق میں لائے جائیں تو روحانیت میں ترقی کے امکانات زیادہ روشن ہو جاتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، عام دستیاب نقش پر دونوں اَسماء یعنی اللہ اور مُحَمَّد کے ہوتے ہیں۔ یہ بھی ذکر و تصور کے لئے ہیں۔ ان کے فضائل لکھنے کے بعد فرمایا ہے: ''تصورِ توفیق اور تصورِ باطن تحقیق کے یہ راستے اَسماء ذیل سے رواں اور جاری ہو جاتے ہیں۔''

(نورالہدیٰ۔ص:۸۸)

زیادہ تر دائرے اور نقش حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے ''عقلِ بیدار'' میں درج فرمائے ہیں۔ مثلاً: ایک مستطیل میں چار خانے بنا کر لکھا ہے اَللّٰہ لِلّٰہِ لَہٗ ھُو اور فرمایا ہے کہ ''یہ نقش نہایت اعلیٰ درجہ کی چابی اور توحید کی اصل ہے۔ اس کے ذریعے ہر مطلب کا قُفل کھل سکتا ہے۔ اس کو کامل لوگ ہی جانتے ہیں، مکمل ہی پہچانتے ہیں اور اکمل لوگ دیکھتے ہیں..........

طالب، اسم اللہ سے مطلوب کا طریقہ حاصل کرتا ہے، لَہٗ سب پر غالب آتا ہے اور ھُو سے تمام مطلب حاصل کرتا ہے۔ جو شخص ان عظمت المعظم اَسماء کو نگاہ میں نہیں رکھتا وہ گویا فقر کی معرفت

Marfat.com

سے آگاہ نہیں۔'' (عقلِ بیدار۔ص:۷۵۔توفیق ہدایت۔ص:۹۶)

خود ''فَقر'' ایک اِسم ہے اور اس کا اپنا تصور ہے۔ جب بندہ فَقر کے اسم کو نظر میں رکھے گا تو اس کی خوبیاں کھلیں گی جو خود بخود عمل میں آجائیں گی اور بندہ ''فقیر'' کے مقام پر فائز ہو جائے گا۔

فرمایا: جو اسم فَقر کا تصور کرے اسے کوئی احتیاج نہیں رہتی اور اسے دنیا اور عاقبت کے تمام خزانوں کا تصرف مل جاتا ہے اور جس چیز کو کہتا ہے کہ اللہ کے حکم سے ہو جا، وہ ہو جاتی ہے اور تصور اُسے سلطان الفقراء کے مرتبے تک پہنچاتا ہے اور اسے جزو و کل حاصل ہو جاتے ہیں۔''

(شمس العارفین۔ص:۲۳۔نیز دیکھئے: توفیق ہدایت۔ص:۱۰۲)

تصورِ کلمہ طیبہ:

اسی طرح کلمۂ طیبہ کا تصور ہے۔ اس کا پڑھنا اور اس کو تصور میں رکھنا گویا ''کلیدِ کُل'' ہے:

''جو شخص کلمۂ طیبہ کو کُنہ کُن سے (اس کے معانی کی گہرائی تک پہنچ کر) پڑھتا ہے۔ وہ ہر علم سے واقف ہو جاتا ہے کہ انسان اور حیوان میں صرف علم کا فرق ہے۔''

(عقلِ بیدار۔صفحہ:۶۹)

''جو کوئی کلمۂ طیبہ کا تصور کرتا ہے اس پر تمام علوم ظاہر ہو جاتے ہیں اور قرآن شریف سے اسے اسم اعظم معلوم ہو جاتا ہے اور تمام ولیوں کی روحیں اس سے ملاقات کرتی ہیں اور زمانۂ گزشتہ، حال اور آئندہ کی حقیقت اسے معلوم ہو جاتی ہے اور پہاڑ سے وہ سنگِ پارس دریافت کر سکتا ہے اور تمام جن اور انسان اور فرشتے اس کے فرمانبردار ہو جاتے ہیں اور اسے کسی قسم کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر کلمۂ طیبہ کے تصور والا زمین پر چلے تو درخت اور گھاس وغیرہ سب اس سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نیز دریا بھی۔ اگر مٹی اور پہاڑ کی طرف توجہ کر کے کہے کہ سونا ہو جا، تو وہ فوراً سونا ہو جاتے ہیں۔ اگر چاہے کہ آگ اور پانی پیدا ہو جائے تو فوراً ہو جاتے ہیں۔ اگر کافر پر توجہ کر

Marfat.com

دے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ اگر جاہل کی طرف توجہ کرے تو عالم ہو جاتا ہے اگر کسی مریض کی طرف دیکھے تو اسے صحت حاصل ہو جاتی ہے۔ غرض وہ جو چاہے اسے مل سکتا ہے کہ تمام چیزوں کی چابی کلمۂ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ہے۔

(شمس العارفین۔ص:۲۴)

کلمۂ طیبہ کے تصور کا مراقبہ بھی اسی طرح ہے جسے اسم اللہ ذات تصور کا۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ مراقبہ اس وقت کیا جائے جب طالب اسم اللہ ذات کے تصور سے لے کر اَللّٰہ، لِلّٰہ، لَہٗ، ھُو اور فقر کے تمام مراقبات پہلے کر چکا ہو۔ کلمۂ طیبہ کا مراقبہ منتہی کا مراقبہ ہے۔ اگر براہِ راست کلمۂ طیبہ کا تصور شروع کر دیا جائے تو یہ ایسے ہی ہوگا جیسے کوئی طالب علم میٹرک، انٹرمیڈیٹ اور بی اے کئے بغیر ایم اے کی ڈگری حاصل کرنا چاہے جو ناممکن ہے لہٰذا تصور کے یہ مراقبات درجہ بدرجہ ہوں گے۔ سلوک میں بے صبر ہونا بہت بری بات ہے۔

۳۔ مَشقِ مَرقُومِ وُجودِیہ

فضائل:

یہ بدن کے اعضاء کے اندرون میں اسم اللہ ذات یا دوسرے پاک کلمات لکھنے کی مشق ہے اور درحقیقت ذکر اور تصور کی تکمیل اس پر ہوتی ہے۔ اس کے اپنے فضائل ہیں۔ ''شمس العارفین'' میں ایک نقش نقل کیا گیا ہے اور حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کا یہ فرمان دہرایا گیا ہے:

''اگر کوئی شخص عمر بھر میں ایک دفعہ اسم اللہ ذات کے اس نقش کو وجود میں باتفکر تصور مرقوم کی (لکھ کر) مشق کرے گا تو روزِ قیامت تک اسم اللہ ذات اُس کے ساتوں اعضاء سے جدا نہ ہوگا اور یہ ایسا عمل دے گا کہ اس کی زندگی اور موت ایک ہو جائے گی۔'' (ص:۳۴،۳۵)

Marfat.com

ایک ایسے ہی نقش کے بارے میں فرمایا:

''جو شخص عمر بھر میں ایک دفعہ اسم اللّٰہ ذات کے اس نقش کی مشق وجودیہ (لکھ کر) بآنفکر و تصور کرے گا، قیامت تک اسم اللّٰہ ذات اس کے ہفت اندام سے جدا نہ ہوگا۔''

(عقلِ بیدار۔ صفحہ:۴۳)

''عقلِ بیدار'' میں ہی دوسری جگہ لکھا ہے:

''اسم علم تصور کی وجودیہ مشق سے (وجود میں لکھ کر) طالب کا وجود پارے کی طرح ہو جاتا ہے کہ ہزارہا چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم ہو کر پھر آناً فاناً ایک جسم بن جاتا ہے اور کبھی جسم کے بند بند جدا ہو کر پھر ایک بن جاتے ہیں۔'' (ص:۷۹)

ابتداء:

وقت، جگہ اور اندازِ نشست کے بارے میں انہی ہدایات پر عمل کیا جائے جو تصور اسم اللّٰہ ذات کے مراقبے کی ابتداء کے لئے لکھی جا چکی ہیں۔ حصار کے کلمات بھی وہی ہیں، رُخ بھی قبلہ کی جانب ہوگا۔ یہ مراقبہ تصورِ اسم اللّٰہ ذات کا اگلا درجہ ہے مگر ایک لحاظ سے بنیادی طور پر مختلف ہے کیونکہ تصور اسم اللّٰہ کے مراقبہ میں طالب باہر سے تو پُرسکون رہتا ہی ہے مگر اندر سے بھی غیر متحرک رہتا ہے۔ صرف اپنے تصور و تخیل کے ملکہ سے کام لے کر نقش کو دِل میں ٹھہراتا اور مہر کی طرح مرتسم دیکھتا رہتا ہے، جب وہ جم جائے تو یہی اس کا کمال ہے۔ مشق مرقوم وجودیہ میں اس کے برعکس طالب اپنے باطن میں متحرک ہو جاتا ہے اور اس کا شعور تصور میں حرکت کو دیکھتا رہتا ہے۔

طریقہ:

حصار کے کلمات کے بعد طالبِ حق سکون کے ساتھ اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ نہایت خفیف طور پر دل کو بائیں جانب جھکا کر دِل کی جانب توجہ کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ وہ انگشتِ شہادت کے ساتھ دل پر اسم اللّٰہ ذات لکھ رہا ہے۔ ایسے میں اسے یہ اندیشہ ہو سکتا ہے کہ

Marfat.com

سامنے سے اُس کا لکھا ہوا اسم اللہ الٹا نظر آئے گا۔ یاد رکھئے کہ باطنی تحریر میں الٹا سیدھا کچھ نہیں ہوتا۔ اندر سے دیکھیں تب بھی سیدھا اللہ نظر آئے گا اور سامنے سے دیکھیں تب بھی اسم اللہ سیدھا لکھا ہوا ہوگا۔ بے شک یہ دیکھنا تخیل و تصور میں ہی ہے مگر اسی طرح دیکھنا چاہئے اور حقیقت بھی یہی ہے۔

جب طالب حق اس طرح اللہ دل کے اندرون میں لکھ لے تو بند آنکھوں کے ساتھ کم از کم پندرہ منٹ تک اسے چمکتا ہوا دیکھتا رہے، خواہ اس کے حروف کا رنگ سنہری خیال کرے یا چاندی کی طرح سفید مگر اسے روشن خیال کرے۔ تقریباً پندرہ بیس دن یہ مشق جاری رہنی چاہئے۔

اگر خیال ہی خیال میں اسم اللہ انگلی سے نہ لکھ سکا تو اس کے لئے استعداد پیدا کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ کوئی نوٹ بک لے کر اللہ اللہ اتنے دنوں تک لکھتا رہے جب تک عادت نہ بن جائے۔ جس قدر کثرت سے اللہ اللہ کسی کاغذ یا تختی پر لکھا جائے گا یا خلا میں انگلی گھما کر لکھنے کی مشق کی جائے گی، اسی قدر جلد اندر لکھنے کی استعداد پیدا ہو جائے گی۔

جب لکھنے کے قابل ہو جائے تو جیسا کہ کہا گیا ہے، اسے دیکھا کرے بلکہ فارغ اوقات میں بھی تصور میں اس پر نظر کرتا رہے۔ چند ماہ یہی مشق کیا کرے۔

اس سے اگلا سبق یہ ہے کہ جسم کے دوسرے اعضاء پر اسم اللہ لکھے۔ مثلاً ناف پر، سینے پر، رانوں پر، ہتھیلی اور بازوؤں پر، زبان پر، آنکھوں پر، کانوں پر، پیشانی پر اور سر میں دماغ پر، سب جگہ اللہ اللہ لکھا کرے اور لکھے ہوئے تصور پختہ کرے۔

جب ایک بار لکھ لیا تو پھر اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اس تصور کو جاری رکھے۔ اسم کو چمکتا ہوا خیال کرے یہاں تک کہ اپنے جسم کو اس اسم کے نور میں لپٹا ہوا دیکھے۔ جب ایسا ہوگا تو گونا گوں تجلیات کا کشف، اِلقاء اور اِلہام کی صورت میں یا کسی دوسری طرح اسے مشاہدہ اور نتیجتاً معرفت میں کمال حاصل ہوگا۔

Marfat.com

کلمہ طیبہ کی مشق:

مشق مرقوم وجودیہ کی انتہا کلمہ طیبہ کے لکھنے اور اس کا تصور پختہ کرنے پر ہوتی ہے۔ جسم کے اہم اندام اور لطائف کے مراکز پر کلمہ طیبہ لکھا جائے۔ ابتداء میں آنکھیں بند کر کے بیٹھا جائے تو بعض اوقات خیالی انگلی کلمہ طیبہ لکھتے ہوئے اسے مکمل نہیں کر سکتی، کچھ اس میں طالب یا صاحب مراقبہ سے بھی غلطی ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے اندام کے اندرون یا مقاماتِ لطائف کو تنگ سمجھتا ہے جبکہ اسے تصور میں ان کو وسیع و عریض خیال کرنا چاہئے۔ شرط اولین و آخرین یہی ہے کہ استقلال کے ساتھ لکھائی جاری رہے۔

اگر کام نہ بن رہا ہو تو پھر وہی نوٹ بک لے کر قلم کے ساتھ روزانہ کئی بار (کم از کم پندرہ بار) کلمہ طیبہ لکھا کرے۔ مجھے ایک درویش کے متعلق معلوم ہے کہ وہ پانچ سال تک اپنی نوٹ بک میں کلمہ طیبہ لکھتا رہا اور پھر کہیں جا کر اپنے اندر کلمہ لکھنے کے قابل ہو سکا۔

نقش برائے مشق کلمہ طیبہ:

نقشہ کو دیکھ کر کہیں اللہ لکھا جائے اور کہیں کلمہ طیبہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

مناسب ہو گا کہ پہلے ناف پر اللہ لکھے پھر نشان زدہ مقامات پر اللہ اللہ لکھتا جائے۔ ساتھ ہی پہلوؤں پر کلمہ طیبہ اور سینے پر، پیشانی پر اور دماغ پر لکھے۔

دوبارہ پھر اوپر سے اسی ترتیب سے نیچے ناف تک آئے اور وہیں بیٹھا اس کا تصور جاری رکھے، کم از کم بیس منٹ سے تیس منٹ تک۔

اگر یہ مراقبہ جاری رہا تو طالبِ حق ایک دن تمکین کے مقام پر پہنچ جائے گا۔ یہاں بھی یہی ہو گا کہ کلمہ طیبہ کے مراقبے کے تسلسل میں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشاہدہ نصیب ہو گا۔ اس کے لئے ساتھ ہی غیر شعوری طور پر تیاری جاری رہے گی۔ جب تصور کر رہا ہو تو زبان ہلائے بغیر درود شریف پڑھا کرے۔ تب:

Marfat.com

''تمام جسم سے نور کی تجلیات ظاہر ہوں گی اور اس کا باطن معمور ہو جائے گا اور ہمیشہ اللّٰہ مدنظر رہے گا اور جو کچھ دیکھے گا کلمہ طیبہ سے دیکھے گا اور اسے قدرتِ الٰہی کے نور کا مشاہدہ اور ہمیشہ کی آگاہی اور حضوری حاصل ہوگی اور عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا کا علم اس پر منکشف ہو جائے گا۔ جو اس قسم کی توجہ کو اللہ کے حضور کا قرب خیال کرے، اس کی توجہ روز قیامت تک جاری رہے گی......... یہ دعوت کی راہ نہیں بلکہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مشرف ہونے کی راہ ہے۔ یہ رجعت کی نہیں بلکہ جمعیت کی راہ ہے۔ اس سے تمام مقامات ذات کے منکشف ہو جاتے ہیں۔'' (شمس العارفین۔ص:۳۰-۳۲)

۴۔ دعوتِ اہلِ قبور یا دعوتِ قرآن

شرحِ دعوت:

تمام صوفیائے کرام اور ان کے مشائخ عظام اس بات کے قائل ہیں کہ متوفی اولیاء اللہ کی قبور سے فیض اخذ کیا جا سکتا ہے اور امورِ دینی و دنیاوی میں ان کی روحانیت مدد کرتی ہے۔ کسی نے صحیح کہا ہے کہ ہر ایک فرد کی باطنی حقیقت اس کی صفات کے لحاظ سے قبر میں متعین ہو جاتی ہے۔ پھر ولی تو روحانی طور پر ایک ارفع و اعلیٰ مقام کا حامل فرد ہوتا ہے، اس کی قبر تو اس کی صفاتِ قدسیہ کی تجلیات کا مرکز بن جاتی ہے اور ہر ایک زائر بقدرِ ظرف و استعداد ان سے بہرہ اندوز ہوتا ہے، حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے اولیاء کی قبور سے فیض یابی کا ایک خاص طریق وضع کیا ہے اور اپنی کتب میں کثرت سے اس کے فضائل کا ذکر فرمایا ہے:

فضائل:

''دعوت ایک نہایت ہی اعلیٰ باطنی منصب ہے جو محض اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رخصت سے حاصل ہوتا ہے۔ دعوت وِلایت کا ایک خاص ممتاز

Marfat.com

مرتبہ ہے۔ احمق نفسانی لوگ دعوت کی خاصیت کیا جانیں۔ دعوت بغیر اجازت اور توجہ مرشدِ کامل جاری نہیں ہوتی اور مفید نہیں پڑتی۔ عامل پختہ وجود اہل دعوت ہر مطلب اور مراد کو بذریعہ دعوت پا لیتا ہے لیکن ناقص خام دعوت سے رجعت کھا کر الٹا خانہ خراب ہوتا ہے۔ عمل دعوت میں خاص عامل کامل وہ ہے کہ جو کوئی اس سے مراد دینی و دنیاوی طلب کرے، ایک ہفتہ یا پانچ روز کے اندر بذریعہ دعوت مراد و مطلب حاصل کرے خواہ وہ مرتبۂ شاہی ہو یا مرتبۂ معرفتِ الٰہی ہو۔''

(نور الہدیٰ۔ ترجمہ فقیر نور محمد کلاچوی۔ ص:۸۲)

''عامل اگر چاہے بادشاہ ہفت اقلیم کو معزول کر دیتا ہے اور ایک مفلس گداگر کو تختِ سلطنت سونپ دیتا ہے۔ اگر حالتِ جذب غضب میں آئے تو بہت دور سے دشمن بدخواہ کی جان لے لیتا ہے اور اگر نوازش کرے تو ایک طرفۃ العین میں ہدایت غنایت نصیب کر دیتا ہے اور حضور پر نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچا دیتا ہے کہ طالب صاحبِ نظر ہو کر اولوالامر صاحبِ تصرفِ کونین ہو جاتا ہے۔'' (ایضاً۔ صفحہ:۸۷)

''قرآن ہو اور قبر ہو اور پڑھنے والا صاحبِ زندہ قلب۔ یہ ہے مراتب دائرۂ دِل با دَم۔ محض حاضرات اسم اللہ ذات سے ہی انبیاء و اولیاء اللہ کی ملاقات اور صحبت کا راستہ کھلتا ہے۔ لیکن مرشدِ کامل کی توجہ اور نگاہ ہمراہ ہونی چاہیئے...... یہ کام فقیر صاحب توجہ، فیض بخش، اہل معرفت کامل اور اہل دعوت عامل کا ہے کہ خاص مقام حضور میں جا کر تصور سے دعوت پڑھے''

(ایضاً:۲۰۰)

دعوت کے لازم ارکان:

اس قسم کی دعوت میں تین ارکان لازم ہیں:

۱۔ کسی پر فضیلت اور صاحبِ فیض وَلی کی قبر

۲۔ دعوت پڑھنے والا درویش یا فقیر

۳۔ تلاوتِ قرآن

Marfat.com

بنیادی شرائط وہی ہیں: پڑھنے والا باوضو ہو، کپڑے صاف ہوں اور نیت نیک ہو، بہتر ہو گا کہ اپنے شیخ یا کسی صاحبِ اجازت بزرگ یا خود حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ سے روحانی طور پر اِذن لے لے۔ اِذن سے برکت ہوگی اور دعوت میں کامیابی یقینی ہو جائے گی۔

مقاصد:

پڑھنے والے کو چاہئے کہ نیت خالص کرلے اور مندرجہ ذیل مقاصد کی حدود سے باہر نہ جائے۔

۱۔ کفار کے خلاف جہاد میں بادشاہ عادل یا حریت پسند مجاہدوں کے لئے دعا
۲۔ گمراہوں کی ہدایت کے لئے دعا
۳۔ بے عمل عالم دین کے لئے دعا
۴۔ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے دعا
۵۔ ایسے درویش کے لئے دعا جو دعوت پڑھتے ہوئے مجذوب ہو گیا ہو۔
۶۔ ایسے عالم دین کے لئے دعا جسے رشد و ہدایت کے کام میں مشکلات پیش آ رہی ہوں۔

مبتدی کی دعوت خوانی:

۱۔ **قرآن خوانی:** مبتدی کسی تنہا اور خوشگوار مقام پر جا کر قرآن پڑھے تو اس کا وِجدان اثر پذیر ہوگا اور دعوت کے لئے اس کا قلب تیار ہو جائے گا، مثلاً دریا کے کنارے، کشتی میں سوار ہو کر یا کہیں جنگل اور صحرا میں تنہا بیٹھ کر۔ سینکڑوں فرشتے اور ارواح دعوت خواں کی مدد کے لئے اس کے گرد آ جائیں گے۔

۲۔ **قبر پر تلاوت:** کسی صاحبِ فیض ولی کی قبر پر حاضر ہو کر درویش دعوت پڑھے۔ قبر کے سامنے اس طرح بیٹھے کہ اس کا سینہ، قبر کے اندر بزرگ کے سینہ کے بالمقابل اور سامنے ہو۔

Marfat.com

اس سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ چکا ہو۔ اور اب وہاں بیٹھ کر صاحبِ قبر بزرگ کو حاضر و ناظر تصور کرتے ہوئے سورۃ یٰسین، سورۃ ملک یا سورۃ مزمل کی تلاوت کرے۔ حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ صاحبِ قبر بزرگ دعوت پڑھنے والے کی دعا پر آمین کہے گا۔ تمام اولیاء اللہ اور انبیاء کرام بھی اس مقام پر اس کے لئے دعا کریں گے اور وہ اپنے مطلوب و مقصود کو اپنے وقت پر ضرور پالے گا۔

متوسط طالب حق کی دعوت خوانی:

طالبِ حق کو چاہیے کہ صحرا میں کسی تنہا جگہ پر چلا جائے وہاں دعوت کی ابتدائی شرائط (پاکیزگی و نیک نیتی) بجالاتے ہوئے آرام سے بیٹھ جائے اور ریت پر انگلی کے ساتھ روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاکہ نقش کرے اور جہاں قبر متصور کرے وہاں اسم مبارک لکھے: مُحمّد ابنِ عَبدُ اللّٰه صلى الله عليه وآلهٖ وسلم. ساتھ ساتھ کلمۂ طیبہ کا ورد کرتا رہے اور یہ آیت پڑھے

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔

(الاحزاب:۵۶)

تین مرتبہ

Marfat.com

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

قَبر مُحمَّد بِن عَبدُاللّٰہ

صَلی اللّٰہ علیہِ و آلِہٖ واھلِ بَیتہٖ وَسَلَّم

از برائے عبداللہ

حاضرشویاروحِ رسول اللہ

صلی اللہ علیک وسلم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہ

اُمْدُدْنِی یَا رَسُولَ اللّٰہ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ایسا کرتے وقت ادھر ادھر مت دیکھے اور خیال کو مکمل طور پر روضۃ النبی ﷺ کے خاکے اور کلماتِ مقدسہ کی ادائیگی پر مرکوز رکھے اور درود شریف پڑھنا شروع کردے۔ جب توجہ قائم ہوجائے تو پھر ''دعوتِ سُورۃ مُزَّمِّل یاسُورۃ مُلک یاسُورۃ اِنَّا فَتَحْنَا یاسُورۃ یٰس شروع کرے اور تصور اسم اللہ ذات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحِ مقدس کی طرف متوجہ ہوکر مراقبہ کرے۔ بے شک روحِ مبارک حضرت سرورِکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمع جمیع

Marfat.com

اصحابِ کبارؓ و چاریارؓ حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ اور حضرت شاہ محی الدین (رضوان اللہ علیہم) حاضر ہو کر صاحب دعوت کو کلیدِ دعوت عطا فرماتے ہیں۔" تب استمداد کے لئے تین بار یہ کلمہ کہے اور قبر مبارک کے خاک کے نیچے لکھے۔ اُمْدِدْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! (یارسول اللہ! میری مدد فرمائیے۔"

"ابھی تک صاحبِ دعوت وِرد و وظائفِ دعوت سے فارغ نہیں ہونے پاتا ہے کہ اُس کا کام فوراً سرانجام پاتا ہے۔ بعدہٗ دوگانہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحِ پاک کو بخش کو سورۂ مُلک ختم کرے تاکہ علمِ دعوت کا عمل روز بروز ترقی کرے۔ خواہ کسی حاکم بادشاہ کو معزول کرے یا کسی گداگر کو شاہی منصب سے سرفراز کرے اور خواہ کوئی مُلک آباد کرے یا ویران اور برباد کرے۔" (ایضاً:۷۸)

اس دعوت کو سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے "تیغ برہنہ" کہا ہے۔

منتہی فقیر کی دعوت:

یہ دعوت وہ پڑھتا ہے جسے وِلایت کا مرتبہ حاصل ہے اور صاحبِ اختیار روحانی ہستیوں کی طرح کسی منصب پر فائز ہے۔

دعوت کی تمام شرائط بجالا کر ایک فقیر کامل کسی غالب الاولیاء کی قبر پر حاضر ہو کر اذان دیتا ہے پھر سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور درود شریف پڑھ کر اس بزرگ کی روح کو بخش دیتا ہے پھر قبر پر متوفی صاحبِ قبر بزرگ کی روح متوجہ ہو جاتی ہے اور اللہ اور رسول کریم ﷺ کے حضور صاحب دعوت کے لئے دعا کرتی ہے جو قبول ہوتی ہے۔

دعوت خواں کبھی قبر کو ٹھوکر بھی لگاتا ہے لیکن یاد رہے کہ اگر صاحبِ قبر بزرگ بڑا ولی ہے تو صاحبِ دعوت بھی اس سے کم مرتبہ کا مالک نہیں۔ یہ دعوت ایسے ہی ہے جیسے ایک بادشاہ کسی دوسرے بادشاہ کے پاس تعاون کی درخواست کے ساتھ حاضر ہوا ہو۔ وہ اسی سلوک کا مستحق ہوتا ہے جیسا کہ بادشاہ اپنے برابر کے مہمانوں سے روا رکھتے ہیں۔ یعنی اس کا ضرور اکرام کیا جاتا

Marfat.com

ہے۔

یہ دعوت جس قدر موَثر ہے اسی قدر پُر خطر بھی ہے۔ منتہی فقیر کے سوا کسی کو اس کے پڑھنے کی جرأت نہیں کرنی چاہیئے۔ منتہی فقیر کو بھی حکم ہوتا ہے تب وہ یہ دعوت پڑھتا ہے۔

جب فقیر دعوت ختم کرتا ہے تو چار لشکر اس کی مدد کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

''وہ باطنی لشکر یہ ہیں:

نظرِ الٰہی

نظرِ محمدی

موَکل فرشتے

ارواحِ شہداء۔'' (شمس العارفین۔ص:۷۵-۷۰)

سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں:

''ایک رات اولیاء اللہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھنا، چالیس چلّوں کی ریاضت سے بڑھ کر ہے۔'' (ایضاً۔صفحہ:٦٧)

''اس دعوت کی انتہا یہ ہے کہ اس کے سبب انبیاء اور اولیاء کی روحوں سے ملاقی اور نفس بانفس، دَم بادَم، قلب باقلب، روح باروح اور لحم بالحم ہو جاتا ہے اور وہ جس وقت ورد و وظائف شروع کرتا ہے انبیاء اور اولیاء کی تمام روحیں اس کے گرداگرد حلقہ باندھ کر دَور مُدوّر پڑھتی ہیں اور وہ بیچ میں بیٹھا پڑھتا ہے۔

اہل دعوت حاکم است کامل فقیر

کُل و جُزو دَر قیدِ او غالب امیر''

(عقلِ بیدار۔صفحہ:۷۷)

(اہل دعوت کامل فقیر حکم دینے والا ہے۔ وہ سب پر غالب ایک ایسا سردار ہے کہ کُل و جُزو اُس کی قید میں ہیں)

Marfat.com

آخر میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ دعوت سے صرف تسخیر و تصرف کی قابلیت ہی پیدا نہیں ہوتی یا یہ صرف دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہی نہیں ہے بلکہ اس سے روحانیت کے کئی دروازے کھلتے ہیں اور علوم و معارف کے خزائن حاصل ہوتے ہیں۔

دعوت کی قسمیں:

حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ نے جو دعوت کی قسمیں بیان فرمائی ہیں وہ دراصل منجانب اللہ معرفت کے وسائل کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ فرماتے ہیں:

''دعوت کے پڑھنے کی مندرجہ ذیل پانچ قسمیں ہیں:

قسمِ اوّل: یہ کہ دعوتِ وسیلۂ ازل، جو ازل کے مقام پر پہنچاتی ہے۔

قسمِ دوم: یہ کہ دعوتِ ابد جو مقامِ ابد تک پہنچاتی ہے۔

قسمِ سوم: یہ کہ وہ دعوت جو مشرق سے مغرب تک تمام رُوئے زمین کو قبضے میں لاتی ہے۔ دنیا کی تمامیت کو پہنچاتی ہے۔

قسمِ چہارم: یہ کہ دعوتِ وسیلۂ آخرت جو عقبیٰ کو پہنچاتی ہے۔

قسمِ پنجم: یہ کہ دعوتِ وسیلۂ معرفتِ مولیٰ جو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مقامِ معرفتِ الٰہی اور مشاہدۂ نورِ لامتناہی میں پہنچاتی ہے۔''

(شمس العارفین۔ صفحہ:۶۱)

پہلی چار قسمیں دراصل پانچویں قسم یعنی ''وسیلۂ معرفتِ مولیٰ'' کی تفصیل ہیں۔ اصل مقصد جو حاصل ہوتا ہے، وہ ہے: ''مقامِ معرفتِ الٰہی اور مشاہدۂ نورِ لامتناہی''

دعوت سے فقیر کامل پر ازل اور ابد کی حقیقت کھلتی ہے۔ زندگی کا راز معلوم ہوتا ہے کہ یہ دنیا کا نظام کیسے چل رہا ہے اور اس کا انجام (آخرت) کیا ہے؟

معلوم ہوا کہ دعوت ایک ایسا مراقبہ ہے جس سے ایک وِجدان کھلتا ہے اور یہ وہی ہے جو عوالمِ جن و اِنس کے تمام روحانیوں کا مخصوص وسیلۂ علم و عمل رہا ہے۔

Marfat.com

۵۔ مراقبۂ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ابتداء:

دراصل یہ حضوری کا مراقبہ ہے اور اگرچہ ترتیب میں اس کا ذکر آخر میں ہو رہا ہے مگر تصورِ اسم اللّٰہ ذات کے ساتھ ہی اس کی استعداد بروئے کار آنی شروع ہو جاتی ہے۔ فرمایا:

''مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہونے کا یہ طریق ہے کہ جب طالب کے دل پر اسم اللّٰہ کا تصور اچھی طرح منقش ہو جائے اور ٹھیک طور پر سکونت اور قرار پکڑ جائے اور باطن میں اسم اللّٰہ کو درست دیکھے تو اسم اللّٰہ سے آفتاب کی روشنی کی طرح نور نکلے گا اور معرفتِ الٰہی کی تجلیات کے شعلوں سے شیطانی وسوسوں اور خطرات کی تاریکی، سیاہی اور اندھیرا دور ہو جائے گا۔''

(شمس العارفین۔ صفحہ:۵۱)

فضائل:

حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے مجلس نبوی کی حاضری و حضوری کو بہت اہمیت دی ہے۔ ''واضح رہے کہ محمدی حضوری ہدایت کا سِرّ ہے اور ہدایت در ہدایت ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: جس نے مجھے دیکھا، اس نے گویا خدا کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت کبھی ظاہر نہیں ہو سکتا۔''

پھر فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: ''واضح رہے کہ کاملوں کے لئے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر جگہ آفتاب کی طرح روشن ہے اور مجلس کا طالب اُس کے حضور میں اُس ذرے کی طرح رہتا ہے جو آپ سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔'' (ایضاً۔ صفحہ:۵۲)

جس طرح تصور اسم اللّٰہ ذات میں مرشد کی نگرانی مؤثر ہوتی ہے اسی طرح مجلس نبوی میں حضوری کے لئے بھی مرشد کی قوت قدسیہ معجزانہ تاثیر رکھتی ہے کیونکہ وہ طالب کی تصوری کیفیت کو نہ صرف استقلال بخشتی ہے بلکہ اس کی رہنمائی کرتے ہوئے حضوری میں پہنچا دیتی ہے۔'' پھر

Marfat.com

فرمایا: ''مرشدِ کامل باطنی طریق پر جناب سرور کائنات ﷺ کی مجلس میں پہنچا سکتا ہے، اس حقیقت کو احمق اور مردہ دِل کیا جانے؟ خواہ وہ عمر بھر علم کا مطالعہ ہی کیوں نہ کرتا رہے۔''

(عقلِ بیدار۔ صفحہ:۱۳۳)

طریق:

مراقبہ کی شرائط ملحوظ رہنی چاہئیں کیونکہ ''مراقبہ سے مومنوں کو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری نصیب ہوتی ہے۔'' (کلیدِ جنت۔ صفحہ:۳۴)

طالب مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے مرشد کے حضور میں بیٹھتا ہے۔ مرشد طالب کو قلب پر توجہ مرکوز کرنے کے لئے کہتا ہے اور بتا تا ہے کہ اس کو تنگ جگہ مت سمجھو کیونکہ ''قلب ایک نہایت وسیع وِلایت اور مُلکِ عظیم ہے، دونوں جہان معہ مخلوقات اس میں سما سکتے ہیں لیکن دل دونوں جہان میں نہیں سما سکتا اور قلب اللہ تعالیٰ کی نظر نگاہ ہے۔'' (فضل اللقا۔ صفحہ:۴۰)

طالبِ حق قلب میں اسم اللّٰہ ذات کا مراقبہ کرتا ہے اور مرشد اس کو میدان میں روضے کی شکل دیکھنے کے لئے کہتا ہے اور اگر طالبِ حق اکیلا ہو تو وہ خود روضے کی شکل کے گنبد کا تصور کرتا ہے جس کے دروازے پر لکھا ہوتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ O جب طالب حق دو تین بار جذب کی حالت میں کلمہ طیبہ دہراتا ہے تو دروازہ کھل جاتا ہے اور طالب روضے کے اندر داخل ہو جاتا ہے جہاں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مجلس میں جلوہ فرما دیکھتا ہے۔ اس مجلس میں وہ قرآن سنتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سخن سنتا ہے۔ وہاں صحابۂ کرام تشریف فرما ہوتے ہیں۔ طالبِ حق ابوبکر صدیق کی توجہ سے صدق، حضرت عمر فاروق کی توجہ سے عدل اور محاسبۂ نفس اور حضرت عثمان کی توجہ سے ادب اور حیا اور حضرت علی سے علم، ہدایت، فقر اور تقویٰ کی تاثیرات اپنے وجود میں محسوس کرتا ہے اور ''جہالت اور دنیاوی محبت اس کے وجود سے اُٹھ جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ تلقین کے لائق ہو جاتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے بیعت کرتے ہیں اور پھر اسے مرشدی مراتب

Marfat.com

حاصل ہو جاتے ہیں۔''

(شمس العارفین۔صفحہ:۵۵)

مجلس نبوی میں حضوری اس لئے زیادہ اہم ہے کہ یہیں سے رشد و ہدایت کا اِذن ملتا ہے اور مرشد کے توسط سے اسے کوئی نہ کوئی فرضِ منصبی سونپا جاتا ہے۔

آخر میں مرشد اور طالب دونوں درود شریف پڑھتے ہوئے مجلس نبوی (ﷺ) سے رخصت ہوتے ہیں۔

پہلے پہل یہ سب تصور میں ایک مشق معلوم ہوتی ہے مگر بالآخر یہ تصور حقیقت میں بدل جاتا ہے۔

مقاماتِ مجلس:

مجلس محمدی (ﷺ) کے مراتب اور مقامات درجوں کے لحاظ سے کئی ہیں۔مجلس منعقد ہوتی ہے:

۱۔ مقام ازل میں

۲۔ مقام ابد میں

یہ بلند مراتب ہیں اور یہاں تصور نورِ محمدی ﷺ کا ہوتا ہے۔

دنیا میں مجلس منعقد ہوتی ہے:

روضۂ مبارک میں

حرمِ کعبۃ اللہ میں

جبلِ عرفات پر

عرش کے اوپر

مقامِ قاب قوسین میں

پھر حوض کوثر پر

Marfat.com

اور دیدارِ الٰہی کے مقام پر۔

مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقاصد خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں۔

''واضح رہے کہ عامل علماء یا ان کے شاگردوں کو ہر رات یا جمعرات کو یا ماہ بہ ماہ یا سال بہ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدارِ پرانوار ہوتا ہے، بعض کو معلوم ہوتا ہے اور بعض کو نہیں۔''

اہلِ حضور کی نشانیاں:

مجلس نبوی ﷺ میں حضوری کا مقام رکھنے والوں میں سات نشانیاں بیان کی گئی ہیں، جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں:

۱۔ ان کے وجود سے خوشبو نکلتی ہے۔

۲۔ ان سے استغناء ہوتا ہے۔

۳۔ ان کی علمی گفتگو قرآن وحدیث کے مطابق ہوتی ہے۔

۴۔ وہ شریعت کی پیروی کرتے ہیں۔

۵۔ سنت و جماعت کو اپنے اوپر لازم جانتے ہیں۔

۶۔ فلاح و بہبود کے کام میں مشغول رہتے ہیں۔

۷۔ وہ سخی ہوتے ہیں۔

مزید فضائل:

فرمایا: ''مومنوں کے لئے محمدی حضوری کا مراقبہ بمنزلہ معراج کے ہے۔''

نیز فرمایا: ''جو شخص علم میں عالم باللہ ہے، اسے دائمی طور پر مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہے۔ جو فقیر معرفت میں مشرف بہ دیدار ہے وہ بھی دائمی طور پر مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔ جو متقی تقویٰ میں کامل ہے اسے بھی مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائمی طور پر نصیب ہوتی ہے۔''

(امیر الکونین۔صفحہ ۱۲۱)

Marfat.com

دائمی حضوری یہ ہے:

جُسہ ایں جا ہست جانم دَر حضور
ایں مراتب عارفاں از خاص نور

(کلیدالتوحید کلاں۔صفحہ:۱۰۴)

(بدن یہاں ہے اور میری جان حضور میں ہے۔یہ مرتبہ عارفوں کو خاص نور سے حاصل ہوتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

چوتھا باب

اَوراد

Marfat.com

مرشد کی قوتِ قدسیہ:

توجہ: حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے ارواحِ سلطان الفقر کی مظہر ہستیوں کے بارے میں فرمایا: ''ان کی نظر سراسر نورِ وحدت اور کیمیائے عزت جس پر ان کے عنقاء کا سایہ پڑا، اسے نورِ مطلق بنا دیا۔ طالبوں کو ریاضت اور ورد اورادِ ظاہری کی احتیاج میں مشغول نہیں کیا۔'' (رسالہ رُوحی شریف)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے خاص طور پر شدید ریاضتوں اور طویل اوراد کو اتنا اہم نہیں سمجھا جتنا کہ مرشد کی توجہ اور جذب کو اہمیت دی ہے۔ مرشد اپنی قوتِ قدسیہ سے اذکار و مراقبات کی تاثیر میں مدد بہم پہنچاتا ہے اور اسی سے روحانی مراتب میں ترقی ہوتی ہے۔

اس کے باوجود سروریہ قادریہ طریق کے مریدوں نے کچھ اوراد اختیار کر لئے ہیں اور برکت کے حصول کی خاطر ان کا پڑھنا لازم جانتے ہیں۔

۱۔ رسالہ رُوحی شریف:

یہ حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کا الہامی رسالہ ہے: ''معاذ اللہ، اگر تو اس لطیف عہد نامہ کو بندے کی زبان خیال کرے۔'' (رِسالہ رُوحی)

راقم نے رسالہ روحی کے ترجمہ وشرح کی تمہید میں لکھا تھا:

''رُوحی کا کلام تجلیاتِ الٰہی میں سے ایک ایسی تجلی ہے جس نے سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کے تمام تصوف وسلوک کو ایک ہی جامع و منتخب منظر میں روشن کر دیا............''

''آپ کی تصنیفات میں رسالہ رُوحی کو ممتاز درجہ حاصل ہے کیونکہ یہ آپ کی کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے۔ اس میں حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کی عمر بھر کی تلقین وتعلیم کا خلاصہ و ماحصل موجود ہے۔ اس کی موجودگی تمام عالم کے ان درویشوں پر حجت

Marfat.com

ہے جو حلقۂ فقر میں آکر اپنی زندگی کو منور کرنا چاہتے ہیں۔ ذاتِ حق کی ماہیت، انوارِ ذات کے سات ارواحِ سلطان الفقر کا انکشاف، مقصدِ تخلیق کا اظہار، جذبۂ فقر، اس کے سلوک اور دقائقِ معرفت جیسے موضوعات کے بیان کی وجہ سے کسی وسیلہ کے بغیر اسے سمجھنا ذرا مشکل ہے۔ بایں ہمہ رسالہ رُوحی کو حضرت سلطان العارفین نے ''مرشدِ کامل'' قرار دیا ہے اور طالبِ حق کو باطنی استطاعت بہم پہنچانے اور اس کے لئے مرشد ہونے کے خود ذمہ دار بنے ہیں۔

ہر کہ طالبِ حق بوَد مَن حاضرَم
زِ ابتدا تا انتہا یکدم بَرَم
طالب بیا! طالب بیا! طالب بیا!
تا رَسانم روزِ اوّل با خُدا''

(رسالہ رُوحی)

سروری قادری مرید اسے تسخیر وتصرف اور حصولِ معرفت دونوں کے لئے ورد کے طور پر روزانہ پڑھتے ہیں۔ چاہئے کہ اسے صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھا جائے اور ایسا نسخہ سامنے رکھا جائے جس میں اعراب واوقاف کا التزام کیا گیا ہو۔ (راقم کے نسخے مطبوعہ: حضرت غلام دستگیر اکادمی، میں اس اَمر کا خاصا اہتمام کیا گیا تھا، لیکن اس موجودہ نسخہ میں خانوادۂ سلطان العارفین کے ایک علم دوست رکن سلطان ارشدؔ القادری نے پہلی بار رسالہ رُوحی پر نہایت محنت سے مکمل اعراب لگا دیئے ہیں لہٰذا اب یہ صحیح تلفظ کے ساتھ تلاوت کرنا نہایت آسان ہو گیا ہے۔)

بیشتر درویش اسے یاد کر لیتے ہیں اور سفر وحضر میں اسے پڑھا کرتے ہیں۔

۲۔ دعائے سیفی:

حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ نے اپنی کتب میں ایک دو مقامات پر دعائے سیفی کی فضیلت بیان فرمائی ہے مگر اس امر کی طرف کوئی اشارہ نہیں کہ آیا یہ وہی دعائے سیفی ہے جو بعض سلاسلِ تصوف کے سالکین میں مروج ہے یا کوئی اور دعا ہے جو ''تیغِ برہنہ'' کی طرح مؤثر ہے۔

Marfat.com

بہرصورت فقیر نور محمد قادری سروری رحمۃُ اللہ علیہ ساکن کُلاچی نے اس سے وہی مروجہ دعائے سیفی مراد لی ہے، اسے اپنے مجموعہ اوراد ''مخزنُ الاسرار'' میں شائع کیا ہے اور پڑھنے کی تلقین کی ہے۔

۳۔ قصیدہ غوثیہ:

یہ ایک قصیدہ ہے جو حضرت غوث الاعظم شیخ سیدنا عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ النورانی نے الہامی کیفیت میں لکھا۔ حضرت غوث الاعظم کے ساتھ حضرت سلطان صاحب کی عقیدت اظہر من الشمس ہے۔ آپ کئی جگہ اُن کے مواعظ اور ''رسالہ غوثیہ'' سے اقوال نقل فرماتے ہیں مگر ''قصیدہ غوثیہ'' کا کہیں ذکر نہیں فرمایا تاہم اسے بھی سروری قادری مرید برائے حصولِ برکت و تسخیر ورد کے طور پر پڑھتے ہیں اور فقیر نور محمد مرحوم نے ''مخزنُ الاسرار'' میں اسے شامل کیا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

پانچواں باب

رِسالہ رُوحی شریف

مَتن

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

بِدَانْ اَرْشَدَكَ اللّٰهُ تَعَالىٰ فِى الدَّارَيْن:

كُنْتُ	هَاهُوِيَّتْ
كَنْزاً	يَا هُوْتْ
مَخْفِياً	لَا هُوْتْ
فَاَرَدْتُ	مَلَكُوْتْ
اَنْ اُعْرَفَ	جَبَرُوْتْ
فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ	نَاسُوْتْ

ذَاتِ سَرْچَشْمَۂ چَشْمَانِ حَقِيْقَتِ هَاهُوِيَّتْ، حَضْرَتِ عِشْق، بَالَائِے كَوْنَيْنْ بِبَارْگَاِ كِبْرِيَا تَخْتِ سَلْطَنَتْ آرَاسْتَه، اَز كَمَالِ عِبْرَتِ مَاهِيّتِ ذَاتِ پَاكَشْ هَزَارَانْ هَزَارْ بِيْشُمَارْ قَوَافِلِ عَقْل

Marfat.com

سَنگسَارْ — سُبْحَانَ اللّٰہ! اَزْ اَجْسَامِ عَنَاصِرِ خَاکِیْ بَہَزَارْ مَظْہَرْ، ظُہُوْرِ آثَارِ جَمَالْ وُ جَلَالِ قُدرَتْھَائے کَامِلَہْ، آئِینَۂ بَا صَفَا سَاخْتَہ، تَمَاشَائے رُوْئِے زِیْبَامِی فَرْمَایَدْ —

خُوْدْ بَا خُوْدْ قِمَارِ عِشْقْ مَیْ بَازَدْ ... خُوْدْ نَظَر خُوْدْ نَاظِرْ خُوْدْ مَنْظُوْرْ، خُوْدْ عِشْق خُوْدْ عَاشِق خُوْدْ مَعْشُوْق — اگَرْ پَرْدَہ رَا اَزْ خُوْدْ بَرْ اَنْدَازِی ھَمَہ یَکْ ذَاتْ، دُوْئِیْ ھَمَہ اَزْ اَحْوَلِ چَشْمِیْسْتْ —

مِیْ گُوْیَدْ مُصَنِّفِ تَصْنِیْفْ، مُعْتَکِفِ حَرِیْمِ جَلَال وُ جَمَالِ ھَاھُوِیَّتِ حَقّ، مَحْوِ شُہُوْدِ ذَاتِ مُطْلَقْ، عَیْنْ عِنَایَت اَزْ شُہُوْدِ مَشْہُوْدْ، مَعْبُوْدْ عَلَی الْحَقّ، دَرْ مَھْدِ نَازِ سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ،

Marfat.com

بِصَدرِ عِزَّتْ، تَاجِ مَعْرِفَتِ وَحْدَتِ مُطْلَقْ بَرْ سَرْ وَ رِدَائِے تَصْفِیَہ وُ تَزْکِیَۂِ اَنْتَ اَنَا وَ اَنَا دَرْ بَرْ، اَلْمُلَقَّبْ مِنَ الْحَقّ بِالْحَقّ، سِرِّ ذَاتِ ھُوْ فَقِیْرْ بَاھُوْ، عُرْفْ اَعْوَانْ، سَاکِنِ قُرْب وُ جَوَارِ قَلْعَۂِ شَوْرْ، حَرَسَھَا اللّٰہُ مِنَ الْفِتَنِ وَالْجُوْرْ، چَنْدْ کَلِمَاتْ اَزْ اِبْرَازِ تَحْقِیْقَاتِ فَقْرْ – مَقَامِ ھُوِیَّتِ ذَاتْ، رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیءٍ – تَفْسِیْرْ اَزْ مَعْنِیُ الْمَعْنٰی خَاصْ الْخَاصْ تَعْلِیْمْ مِیْ آرَدْ –

عَارِفِ وَاصِلْ بَھَرْ جَا دِیْدَہ کُشَایَدْ، بَجُزْ دِیْدَارَشْ نَہ بِیْنَدْ وَ نَقْشِ غَیْر وَ خُوْدِیْ اَزْ خُوْدْ بَرْ اَنْدَازَدْ تَا بَا مُطْلَقْ مُطْلَقْ شَوَدْ –

بِدَانْ کِہ چُوْنْ نُوْرِ اَحَدِیْ اَزْ حَجْلَۂِ تَنْہَائِیِ وَحْدَتْ بَرْمَظَاھِرِ کَثْرَتْ اِرَادَہْ فَرْمُوْدْ – حُسْنِ

Marfat.com

خُودْ رَاجِلْوَہ بَصَفَائِی گَرْمْ بَازَارِیْ نُمُوْدْ ـــ بَرْ
شَمْعِ جَمَالْ پَرْوَانَۂِ کَوْنَیْنْ بِسوْزِیْدْ وَنِقَابِ مِیْمِ
اَحْمَدِیْ پوْشِیْدَہْ، صُوْرَتِ اَحْمَدِیْ گرِفْتْ وَ اَزْ
کَثْرَتِ جَذْبَات وُ اِرَادَاتْ، هَفْتْ بَارْ بَرْ خُوْدْ
بِجُنْبِیْدْ وَاَزَانْ هَفْتْ اَرْوَاحِ فُقَرَاءِ بَاصَفَا، فَنَا فِیْ
اللّٰہ، بَقَا بِاللّٰہ، مَحْوِ خَیَالِ ذَاتْ، هَمَہ مَغْزْ بےِ
پُوْسْتْ، پیْشْ اَزْ آفْرِیْنِشِ آدَمْ عَلَیْہِ السَّلاَمُ،
هَفْتَادْ هَزَارْ سَالْ غَرْقِ بَحْرِ جَمَالْ، بَرْ شَجَرِ
مِرْآۃُ الْیَقِیْنْ پَیْدَا شُدَنْدْ ـــ بَجُزْ ذَاتِ حَقْ اَز اَزَلْ
تَا اَبَدْ چِیْزِے نَدِیْدَنْدْ وَ مَاسَوَیٰ اَللّٰہ گَاهِے
نَشْنِیْدَنْدْ ـــ بَحَرِیْمِ کِبْرِیَا دَائِم بَحْرُ الْوِصَالِ
لاَزَوَالْ، گَاهِے جَسَدِ نُوْرِیْ پوْشِیْدَہْ بَہ تَقْدِیْس
وُ تَنْزِیَہْ مِی کوْشِیْدَنْدْ وَگَاهِے قَطْرَہْ دَرْ بَحْرْ وَ

Marfat.com

گــاهِــے بَــحْــرْ دَرْ قَطْرَهْ وَ رِدَائِے فَيْضِ عَطَا اِذَاتَمَّ الْـفَـقْرُ فَهُوَ اللّٰه بَرْ اِيْشَاں – پَسْ بَحَيَاتِ اَبَدِیْ وَ تَــاجِ عِــزِّ سَرْمَدِیْ اَلْفَقْرُ لَا يُحْتَاجُ اِلٰى رَبِّهٖ وَلَآ اِلٰى غَيْرِهٖ مُعَزَّزْ وُ مُكَرَّمْ، اَزْ آفْرِيْنَشِ آدَمْ عَلَيْهِ السَّلَامْ وُ قِيَـامِ قِيَامَتْ هِيْچْ آگَاهِیْ نَدَارَنْدْ، وَقَدَمِ اِيْشَانْ بَرْ سَرِ جُمْلَهْ اَوْلِيَاءْ وَ غَوْث وُ قُطُبْ – اَگَرْ آنْهَـارَا خُـدَا خَـوَانِـیْ رَوَا وَ اَگَـرْ بَنْدَهٔ خُدا دَانِیْ بَـجَـا – عَـلِـمَ مَنْ عَلِمَ وَمَقَامِ اِيْشَانْ حَرِيْمِ ذَاتِ كِبْرِيَا، وَاَزْ حَقّ مَاسَوَىٰ الْحَقّ چِيْزِے نَه طَلْبِيْدَنْدْ وَ بَـدُنْيَـائِے دَنِـیْ وَ نَعِيْمِ اُخْرَوِیْ، حُوْرْ وُ قُصُوْرِ بَهِشْـتْ، بِكَرِشْمِۂ نَظَرْ نَدِيْدَنْدْ وَ اَزَانْ يَكْ لَمْعَهْ كِه مُـوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامْ دَرْ سَرَاسِيمَگِیْ رَفْتَهْ وَ طُوْرْ دَرْهَـمْ شِكَسْتَهْ، دَرْ هَرْ لَمْحَهْ وَطَرْفَةُ الْعَيْنْ هَفْتَادْ

Marfat.com

هَزَارْ بَارْ لَمْعَاتِ جَذْبَاتِ اَنْوَارِ ذَاتْ بَرْ اِیْشَانْ وَارِدْ وَ دَمْ نَہ زَدَنْدْ وَ آهِے نَکَشِیْدَنْدْ وَ هَلْ مِنْ مَّزِیْدْ مِی گُفتَنْدْ وَ اِیْشَانْ سُلْطَانُ الْفَقْرْ وُ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنْ اَنْدْ – یَکِے رُوْحِ خَاتُوْنِ قِیَامَتْ (رضی اللہ عنہا)، یَکِے رُوْحِ خَوْاجَہ حَسَنْ بَصْرِیْ (رضی اللہ عنہٗ)، یَکِے رُوْحِ شَیْخِ مَا، حَقِیْقَتْ الْحَقّ، نُوْرِ مُطْلَقْ مَشْهُوْدْ عَلَی الْحقّ، حَضْرَتْ مَحْبُوْبِ سُبْحَانِیْ (رضی اللہ عنہٗ) وَ یَکِے رُوْحِ سُلْطَانِ اَنْوَارْ، سِرُّ السَّرْمَدْ، حَضْرَتْ پِیْرْ عَبْدُ الرَّزَّاقْ (رضی اللہ عنہٗ)، فَرْزَنْدِ حَضْرَتْ پِیْرْ دَسْتَگِیْرْ (رضی اللہ عنہٗ)، وَ یَکِے رُوْحِ چَشْمَۂِ چَشْمَانِ هَاهُوِیَّتْ، فَقِیْرْ بَاهُوْ (قُدِّسَ اللہ سِرُّہٗ)، سِرِّ اَسْرَارِ ذَاتِ یَا هُوْ وَ دوْ رُوْحِ دِیْگَرْ اَوْلِیَاء،

Marfat.com

بَحُرمَتِ یُمنِ اِیشَانْ قِیَامِ دَارَیْنْ — تَا آنْکِهْ آنْ دوْ رُوحْ اَزْ آشْیَانِهٔ وَحْدَتْ بَرْ مَظَاهِرِ کَثْرَتْ نَخَوْاهَنْدْ پَرِیدْ، قِیَامِ قِیَامَتْ نَخوْاهَدْ شُدْ — سَرَاسَرْ نَظَرِ اِیشَانْ نُوْرِ وَحْدَتْ وَ کِیْمِیَائِے عِزَّتْ — بَهَرْ کَسْ پَرْتَوِ عَنْقَائِے اِیشَانْ اُفْتَادْ، نُوْرِ مُطْلَقْ سَاخْتَنَدْ، اِحْتِیَاجِے بَرِیَاضَتْ وُ وِرْدْ اَوْرَادِ ظَاهِرِیْ، طَالِبَانْ رَا نَپَرْدَاخْتَنَدْ —

بِدَانْ کِهْ فَقِیْرِ نُوْرِ مُطْلَقْ، مُؤَلِّفِ تَالِیْفِ اِیْنْ کِتَابِ مُسْتَطَابْ، پَرْدَه، حُجُبْ، حُجَّابْ، تَمَامِیْ بَرْ اَنْدَاخْتَه، عَیْنُ الْعَیْنْ وَحْدَتْ گَشْتَه — سُبْحَانَ اللّٰه! جِسْمِ اِیْنْ بَنْدَهْ رَا پَرْدَهٔ ضَعِیْفْ حَائِلْ، خُوْدْ بَخُوْدْ دَرْمِیَانِ هَزَارْهَائِے اَسْرَارِ عَجِیْبَه وُ لَطِیْفَه هَائِے غَرِیْبَه فَرْمُوْدَه — خُوْدْ

Marfat.com

نَاطِق خُوْدْ مَنطُوْق، خُوْدْ کَاتِبْ خُوْدْ مَکتُوْبْ، خُوْدْ دَالْ خُوْدْ مَدلُوْلْ، خُوْدْ عَاشِق خُوْدْ مَعْشُوْق۔ اگرْ اِیْنْ رَا آثَارِ قُدْرَتِ رَبَّانِیْ دَانَنْدْ بَجَا وَ اگرْ وَحْیِ مُنْزَلْ خُوْانَنْدْ رَوَا۔ مَعَاذَ اللّٰہ! اگرْ اِیْنْ وَثِیْقَۂِ لَطِیْفَہْ رَا اَزْ زَبَانِ بَنْدَہْ دَانِیْ، اَلْحَق۔ اگرْ وَلِیِّ وَاصِلْ کِہْ اَزْ رَجْعَتِ عَالَمِ رُوْحَانِیْ یَا عَالَمِ قُدْسِ شُھُوْدْ اَزْ دَرْجَۂِ خُوْدْ اُفْتَادَہْ بَاشَدْ، اگر تَوَسُّلْ بَایِنْ کِتَابِ مُسْتَطَابْ جُوْیَد، آنْ رَا مُرشِدِیْسْت کَامِلْ۔ اگر اُوْ تَوَسُّل نَہْ گرِفْت اُوْ رَا قَسَمَ وَاگر مَا اُوْ رَانَہ رَسَانِیْمْ مَارَا قَسَم۔ وَ اگرْ طَالِبِ سِلْکِ سُلُوکْ مُعْتَصِمْ وْ مُتَمَسِّکْ شَوَدْ، بِمُجَرَّدْ اِعْتَصَامْ عَارِفِ زِنْدَہْ دِلْ وْ رَوْشَنْ ضَمِیْرْ سَازَمْ۔ (اَبْیَاتْ)

Marfat.com

هَر کِه طَالِبِ حَقّ بَوَدْ، مَنْ حَاضِرَمْ
زِ اِبْتَدَا تَا اِنتَهَا، يَكْ دَم بُرَمْ
طَالِبِ بِيَا! طَالِبْ بِيَا! طَالِبْ بِيَا!
تَا رَسَانَمْ روُزِ اَوَّلْ بَا خُدَا

بِدَانْ كِه عَارِفِ كَامِلِ قَادِرِیْ، بَهَرْ قُدْرَتے قَادِرْ وَ بَهَرْ مَقَامْ حَاضِرْ، مَحْوِّ هَاهُوِيَّتِ مُطْلَقْ، مُصَنِّفِ تَصْنِيْفْ مِیْ فَرْمَايَدْ: تَا آنكِهْ اَزْ لُطْفِ اَزَلِیْ، سَرْفَرَازِئِ عَيْنِ عِنَايَتِ حَقُّ الْحَقّ حَاصِلْ شُدَهْ وَ اَزْ حُضُورِ فائِضُ النُّوْرْ اَكْرَمْ نَبْوِیْ صَلَی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ حُكْمِ اِرْشَادِ خَلْقْ شُدَهْ — چِه مُسْلِمْ وُ چِه كَافِرْ، چِه بَانَصِيْبْ وُ چِه بے نَصِيْبْ، چِه زِنْدَه وُ چِه مُرْدَه، بِزَبَانِ گوُهَرْ فِشَانْ "مُصْطَفٰی ثَانِیْ" وُ "مُجْتَبٰی آخِرْ زَمَانِیْ"

Marfat.com

فَرمُودَہ – (اَبیات)

شُد اِجَازَت بَاھُوْ رَا اَزْ مُصطَفٰی
خَلْق رَا تَلْقِیْن بِکُن بَہرِ خُدَا
دَسْت بَیْعَت کَرْد مَا رَا مُصطَفٰی
وُلْدِ خُوْد خُوْاندَسْت مَارَا مُجتَبٰی
خَاكِ پَایَم اَز حُسَیْن وْ اَزْ حَسَنْ
مَعْرِفَت گشْتَه اَسْت بَرْ مَنْ اَنْجُمَنْ

وَ بَمَنْزِلِ فقْرْ اَزْ بَارْگَاهِ کِبْرِیَا حُکْمْ شُدْ کِه "تُوْ عَاشِقِ مَائِیْ" اِیْنْ فَقِیْرْ عَرْضْ نُمُوْدْ کِه "عَاجِزْ رَا تَوْفِیْقِ عِشْقِ حَضْرَتِ کِبْرِیَا نِیْسْت" فَرْمُوْدْ: "تُوْ مَعْشُوْقِ مَائِیْ" –

بَازْ اِیْنْ عَاجِزْ سَاکِتْ مَانْدْ – پَرْتَوِ شُعَاعِ حَضْرَتِ کِبْرِیَا بَنْدَہ رَا ذَرَّہْ وَارْ دَرْ اَبْحَارِ

Marfat.com

اِسْتَغْرَاقْ مُسْتَغْرَقْ سَاخْتْ —

فَرْمُوْدْ: "تُو عَیْنِ ذَاتِ مَا هَسْتِیْ وَمَا عَیْنِ تُو هستیمْ — دَرْ حَقِیْقَتْ، حَقِیْقَتِ مَا هَسْتِیْ وَ دَرْ مَعْرِفَتْ یَارِ مَائِیْ وَ دَر هُوْ صَیْرُوْرَتِ سِرِّ یَاهُوْ هَسْتِیْ —

☆☆☆

Marfat.com

چھٹا باب

اِستفسارات

اور

جوابات

۱۔ قواعد و ضوابط کے بارے میں

۲۔ حضرت سلطان باھُو کے سِلکِ سُلوک کے بارے میں

Marfat.com

ا۔ قواعد وضوابط کے بارے میں

سوال: اَذکار اور خاص طور پر مراقبات کے لئے اندازِ نشست اور مرحلہ وار مشق پر اس قدر زور کیوں دیا جاتا ہے؟ اس سے کون سا خاطر خواہ فائدہ مقصود ہے؟

جواب: اندازِ نشست صحیح ہو تو نہ اعصاب پر زور پڑتا ہے اور نہ پٹھے اکڑنے کی شکایت پیدا ہوتی ہے۔ خون کی روانی صحیح رہتی ہے اور جسم پر بھی مثبت اثر پڑتا ہے۔ قعدہ کی حالت میں بیٹھنے میں بھی یہی مصلحت ہے۔

اسی طرح پیٹ خالی ہو تو دِل و دماغ پر بوجھ نہیں ہوتا اور وہ تصور و ذکر میں موافق ہو جاتے ہیں نیز سانس ہموار ہو تو بدن ڈھیلا رہتا ہے اور تکان پیدا نہیں ہوتی۔

قبلہ رُخ ہونے میں بھی یہ فائدہ ہے کہ آدمی کی توجہ اسی رخ پر رہتی ہے جہاں سے ساری قوت آ رہی ہے جو نور کا مصدر و منبع ہے اور جو ہدایت کا مرکز ہے۔

یہ سب باتیں اندازِ نشست کے ساتھ متعلق ہیں اگر ان کا خیال نہ رکھا جائے تو "نورِ توفیق" حاصل نہیں ہوتا اور نقصان کا احتمال رہتا ہے۔

☆

سوال: اگر ذکر اور مراقبے کے درمیان اُکتاہٹ محسوس ہو یا اعصاب اور پٹھوں میں تشنج کی حالت ہو تو کیا کیا جائے؟

جواب: اول تو نیت، صحیح اندازِ نشست اور حصار کے ساتھ طبیعت سے اُکتاہٹ رفع ہو جانی چاہئے۔ اگر ذکر شروع ہو جائے اور مراقبے میں چلے جائیں تب بھی یہی حالت ہو تو وقفے وقفے سے مشق کر لیں یا دِن کے ایسے حصے میں کریں جب کہ طبیعت تازہ ہو۔

Marfat.com

ایک بات نوٹ کر لیجیے کہ تین شرائط بہت اہم ہیں:

ا۔ نیت: نیت کا جائزہ ضرور لیں کہ آیا کوئی نفسیاتی مداخلت تو نہیں، نیت خالص ہونی چاہیے۔

۲۔ استقامت: بندہ لگا رہے تو کام بن جاتا ہے۔

۳۔ صبر: ہر کامیابی کا انحصار صبر پر ہے۔

☆

سوال: اگر ذکر یا مراقبے میں اعصاب اکڑے رہیں تو اس کا تدارک کیسے کیا جائے؟

جواب: اس کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اپنے اندازِ نشست کا جائزہ لیں۔ جسم کو ڈھیلا چھوڑ کر ذکر شروع کریں۔ ذکر یا مراقبے کو اپنے اوپر بوجھ مت سمجھیں، نہ زیادہ زور لگائیں۔ اگر ان میں سے کوئی بھی وجہ ہے تو اس کو دور کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر طبیعت اس طرف مائل نہیں ہوتی تو دِن اور رات کے اکثر اوقات میں بکثرت درود شریف اور استغفار پڑھیں یا نفل پڑھ کر ذکر اور مراقبے کے لئے بیٹھیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ قَبض اور بَسط قدرتی کیفیات ہیں جو درویشوں کو پیش آتی رہتی ہیں۔ قَبض وہ حالت ہے جب طبیعت، ذکر یا عبادت کی طرف مائل نہیں ہوتی، اسے کھینچ کر ادھر لانا پڑتا ہے۔ بَسط وہ کیفیت ہے جب طبیعت کھل جاتی ہے اور خود ہی اذکار و مراقبات کی طرف مائل رہتی ہے۔

☆

سوال: کیا مراقبے کے بعد جی چاہے تو سو جانا مناسب ہے؟

جواب: نہیں، سونا مناسب نہیں ہے، کئی لوگ فجر کی نماز پڑھ کو سو رہتے ہیں وہ بھی حکم کے خلاف ہے۔ مراقبہ کے بعد اگر اُونگھ محسوس ہو تو قرآن پڑھنا چاہیے یا نفل پڑھنے چاہئیں، نیند

Marfat.com

کے اثرات نہیں رہیں گے۔

مراقبے کے بعد نیند اُس کے نور کو ضائع کر دیتی ہے۔

☆

سوال: مراقبے کے لئے وقت مقرر کرنا کیوں ضروری ہے؟ نیز کون سا وقت موزوں ہوگا؟

جواب: مبتدی کے لئے وقت مقرر کرنا اشد ضروری ہے، تا کہ اس کے کام میں باقاعدگی رہے اور وقت کے ساتھ طبیعت بھی مانوس ہو جائے۔ متوسط کو بھی حتی الامکان وقت کی پابندی کرنی چاہئے۔ منتہی درویش بھی وقت کا لحاظ رکھتے ہیں مگر اس کے پابند نہیں رہتے۔ مراقبات کے مقابلے میں ان کے دوسرے فرائض، جو ان کو روحانی حکم کے تحت سونپے جاتے ہیں، اہم تر ہو جاتے ہیں۔

موزوں وقت وہی ہے جو حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے یعنی سحر کا وقت جب خدا سب سے نچلے آسمان پر اتر آتا ہے اور اس کی رحمت مخلوق کے قریب تر ہو جاتی ہے اور جو بھی ایسے میں اس کا ذکر کرتا ہے، نُورٌ عَلٰی نُور ہو جاتا ہے، یا پھر شام کا وقت مناسب ہے جب سارے دھندے نبٹائے جا چکے ہوتے ہیں۔

☆

سوال: اگر کچھ بے قاعدگی ہو جائے...... ناغے کی صورت میں، یا غلط طریقہ کی بناء پر......تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: اس کا بہترین مثبت ردِ عمل ہر حال میں شکر ہے۔ ''ہر چہ از دوست آید، خوش است۔'' سب کچھ خدا کی طرف سے آتا ہے۔ رکاوٹیں بھی پیدا ہوتی ہیں مگر رحمت بھی اترتی ہے۔ پریشانی کی بجائے اطمینان رکھنا چاہئے اور شکر ادا کرتے رہنا چاہئے کہ کام کی توفیق مل رہی ہے۔

☆

Marfat.com

سوال: اورادو اذکار اور اشغال و مراقبات کے لئے مرشد کا ''اِذن'' درکار ہوتا ہے، ورنہ فائدہ کی بجائے نقصان ہوسکتا ہے۔ اس کی کیا توجیہہ کرتے ہیں؟

جواب: اِذن کے معنی ہیں ''اجازت''۔

اب ایک کام کے لئے عام اجازت ہوتی ہے اور بعض کاموں کے لئے خاص اجازت لینی پڑتی ہے۔ یہی حال عبادات کا ہے۔

فرض عبادتوں کے ساتھ ادعیۂ القرآن یا ادعیۂ الرسول یا تلاوت کے لئے کسی اِذن کی ضرورت نہیں، ہاں اگر ان کو بھی کسی خاص ترتیب سے پڑھنا چاہیں گے تاکہ کوئی مخصوص اثر یا نتیجہ حاصل ہو تو اِذن (اجازت) ضروری ہوگا۔

قرآنی دعائیں یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی دعائیں غذا کی طرح ہیں۔ یہ ہر ایک کے لئے مناسب ہیں مگر بزرگوں سے منقول دعائیں یا اورادو دواؤں کی طرح ہیں جن کے استعمال کے لئے ڈاکٹر کی ہدایت ضروری ہوتی ہے۔ ان کے خاص اثرات ہوتے ہیں اور اگر کسی بزرگ سے اجازت لے کر اس کی ہدایت کے مطابق انہیں عمل میں نہ لایا جائے تو منفی اثر ہوسکتا ہے جو روحانی و ذہنی صحت کے لئے نقصان دہ ہوگا۔

یا یوں سمجھ لیجئے کہ بعض دواؤں پر سرخ رنگ کے لفظوں میں لکھا ہوتا ہے: Poison (زہر) اب وہ دوا زہر نہیں ہوتی بلکہ کسی خاص بیماری میں اگر خاص وزن کے ساتھ لی جائے تو بہت فائدہ مند ہوتی ہے لیکن اگر اسی کو بغیر ڈاکٹر کی ہدایت کے بے قاعدگی سے لیا جائے تو یقیناً زہر ثابت ہوگی۔

اذکار و مراقبات بھی حسبِ حال ہونے چاہئیں۔ اس کا فیصلہ مرشد کرے گا، یہی اِذن ہے مثلاً حبسِ دم کا ذکر ہے، پھیپھڑوں کے مریض کے لئے یہ نقصان دہ ہے، مرشد اس کا اِذن نہیں دے گا۔ کمزور اعصاب والے درویش کے لئے اہل قبور کی منتہی دعوت ضرر رساں ہوسکتی ہے، مرشد اس کے لئے اِذن نہ دے گا۔

Marfat.com

اِذن یا اجازت مل جائے تو پھر ایک تو اس کا مطلب یہ ہے کہ متعلقہ ذکر و مراقبہ کیا جا سکتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ مرشد کی دعا و برکت بھی اس میں شامل ہو جاتی ہے۔ اس لئے فقر و تصوف میں صرف ذکر و اذکار ہی نہیں بلکہ بہت سے دوسرے کام بھی مرشد کے اِذن کے ساتھ کرنے چاہئیں۔

☆

سوال: مراقبے میں جب مرشد کا تصور کریں تو کیا مرشد کو معلوم ہو جاتا ہے؟ اس سے رابطے کی کیا صورت ہو کہ اسے بھی معلوم ہو جائے؟

جواب: عام طور پر مرشد ایک مقررہ وقت میں اپنے مریدوں اور شاگردوں کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ کون ذکر میں ہے اور کون غافل ہے۔ مرشد کا یہ وقت فیض رسانی کے لئے مختص ہوتا ہے۔ عام طور پر مرشد بتا بھی دیتے ہیں کہ فلاں وقت میں ہماری توجہ تمہارے شاملِ حال ہوگی۔

مراقبے کے علاوہ بھی طالب یا مرید کو ہر وقت اپنے تئیں مرشد کے حضور میں حاضر سمجھنا چاہئے۔ یعنی یہ تصور کرنا چاہئے کہ وہ حاضر و ناظر ہے۔

☆

سوال: کیا ہمیشہ اپنے گھر پر ہی مراقبات کرنے چاہئیں یا اور بھی کہیں کئے جا سکتے ہیں؟

جواب: ویسے تو اذکار و مراقبات کے لئے کوئی خاص جگہ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں مگر مبتدی اور درویشوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ گھر کا کوئی کونہ، تنہا حجرہ یا نماز باجماعت کے علاوہ اوقات میں مسجد کے برآمدے میں کوئی جگہ مقرر کر لیں اور وہیں ذکر، مراقبہ وغیرہ کیا کریں۔ اس سے عادت پختہ ہونے میں مدد ملتی ہے اور وہ جگہ ذکر کی برکت کی وجہ سے مانوس ہو جاتی ہے اور حاضرات و ناظراتِ ذکر و مراقبہ بھی اس سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

متوسط اور منتہی کے لئے کوئی قید نہیں۔ وہ چونکہ پختہ حال ہوتے ہیں اس لئے نئی جگہ میں بھی ان کے خیالات کے بھٹکنے کا کوئی خدشہ نہیں ہوتا۔

☆

سوال: کیا مراقبے کے شروع میں توجہ قائم کرنے کے لئے کسی چیز کا تصور بھی کیا جاسکتا ہے، جیسے کسی عمارت کا، کسی بزرگ کا یا کسی نقش کا؟

جواب: ایسا تصور یقیناً سودمند ہوسکتا ہے مثلاً بیٹھتے ہی اگر اپنے شیخ کا تصور کر لیا جائے تو مفید ہے یعنی یوں سمجھے کہ وہ نہیں بلکہ خود شیخ بیٹھا ہے، یا یوں خیال کرے کہ شیخ اس کے وجود میں یا وہ خود شیخ کے وجود میں سما گیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی تصور کرسکتا ہے کہ وہ کسی غائب الاولیاء ولی کے مزار کے سامنے موجود ہے۔ لیکن ایسا کچھ کرنے سے پہلے بیٹھتے ہی یہ کرنا چاہئے کہ درویش اپنے ذہن اور دل و دماغ کو دوسرے خیالات اور اوہام سے خالی کر دے۔ کم از کم پانچ اور زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے اندر یہ خالی ہوجائیں گے پھر شیخ کا تصور کرے یا کسی مزار کا، اور بعد ازاں ذکر اور مراقبے میں مشغول ہوجائے۔ اس بات کا خیال رہے کہ ہر کام باترتیب ہونا چاہئے۔

☆

سوال: بعض مرشد اپنے درویشوں کو مراقبات اور اذکار کے دوران میں گوشت کھانے یا بعض دوسری غذاؤں کے استعمال سے منع کرتے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے؟

جواب: ہر کام کے لئے اچھی صحت ضروری ہے۔ چونکہ مراقبات اور اذکار کے دوران درویش کو کچھ وقت کے لئے باوضو بیٹھ کر ان اشغال میں مصروف رہنا ہوتا ہے اس لئے گیس یا گرمی پیدا کرنے والی غذاؤں سے مبتدی کو منع کیا جاتا ہے یا اسے پرہیز کرنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی طبیعت و حالت ذکر و مراقبہ کے لئے موزوں رہے۔ ان ہدایات پر ضرور عمل کرنا چاہئے۔

متوسط اور منتہی درویش روزوں اور فاقوں کے ساتھ اپنی جسمانی حالت کو درست رکھنا

Marfat.com

جانتا ہے، اس لئے اس کے لئے ضروری نہیں۔

☆

سوال: ذکر و مراقبہ کے شروع میں حصار کھینچتے ہیں، کیوں؟ کیا یہ ضروری ہے؟

جواب: ذکر و مراقبہ کے شروع میں نیت کا خالص کرنا ضروری ہے یعنی دل کو وساوس و خطرات سے پاک کر کے صحیح ارادہ کر لینا چاہئے۔

دوسرا مرحلہ ذکر یا مراقبہ کی تیاری کا ہے۔ اس کے لئے کچھ پاک کلمات دہرا دیئے جائیں تو قلب و روح اگلے مرحلہ کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

وہ کلمات پڑھ کر بدن پر برکت کے لئے پھونکا جا سکتا ہے اور ساتھ ہی اپنے گرد انگلی سے لکیر کھینچ لیتے ہیں گویا اب بندہ اس چار دیواری کے اندر باہر کی مداخلت سے محفوظ ہے۔ نفسیاتی طور پر بھی لکیر کا کھینچنا بہت اہم ہے۔

حصار ابتداء میں تو بہت ضروری ہے مگر منتہی کے لئے ہاتھ سے لکیر کھینچنا لازمی نہیں، وہ کلمات پڑھنے کے بعد صرف تصور بھی کر سکتا ہے کہ میں اب حصار کے اندر ہوں۔

بعض درویش اس قدر توجہ سے یہ حصار کھینچتے ہیں کہ واقعی کوئی کیڑا مکوڑا یا ضرر رساں چیز اس لکیر کو پار کر کے اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ کچھ فقیروں کو دیکھا گیا کہ وہ گویا ہر وقت حصار میں رہتے ہیں۔ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ يَحۡفَظُوۡنَهٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ (اس کے لئے پہریدار آگے پیچھے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں) قرآن مجید: ۱۳۔۱۱

☆

سوال: حصار کے باوجود اگر خیالات پھر بھی ستائیں یا باہر سے کوئی مداخلت ہو تو کیا کیا جائے؟

جواب: پہلے تو یہ ضروری ہے کہ بندہ ذکر یا مراقبے کے لئے بیٹھے تو اپنے ضروری

Marfat.com

کاموں سے فراغت پا کر مشغول ہو۔ سب سے بہتر وقت صبح کا ہے، یا پھر کوئی بھی فراغت کا وقت مثلاً عصر اور مغرب کے درمیان یا مغرب اور عشاء کی نمازوں کے درمیان۔

حصار کے کلمات دھیان کے ساتھ پڑھے جائیں اور پھر ذکر یا مراقبہ کیا جائے۔

اس کے باوجود خیالات و وساوس بند نہیں ہوتے تو قوتِ ارادی سے ان کو روکنا چاہیے۔ پھر بھی نہ رکیں تو ان کو آنے اور جانے دیں، کام جاری رکھیں۔ یہ خود چند منٹ کے بعد اپنا زور ختم کر دیں گے۔

باہر کی مداخلت سے مراد یہ ہے کہ باہر سے کوئی پکارتا ہے یا کوئی بچہ گر پڑتا ہے یا کوئی موذی جانور حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو جہاں تک پکار کا تعلق ہے اگر جواب دینا ضروری ہے تو جواب دینے کے بعد اسے قدرتی امر سمجھ کر دوبارہ کام میں مشغول ہو جائیں۔ دیگر انتہائی صورتوں میں جیسے کوئی گر کر زخمی ہوا ہے یا حملہ کا خطرہ ہے تو حصار توڑ کر پہلے ان کی طرف توجہ دیں، خطرات کا ضروری سدِ باب کریں اور پھر بیٹھ کر مصروفِ کار ہو جائیں۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کبھی سفر میں ہوں یا گھر پر کاموں کا ہجوم ہے تو پہلے ان کاموں کو نبٹا یا جائے اور پھر ذکر و مراقبہ کیا جائے خواہ اس میں ناغہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

☆

سوال: شروع میں کیسے پتہ چلے کہ کام صحیح با ترتیب چل رہا ہے؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ اس طرح کے خیالات کو خاطر میں نہ لانا چاہیے۔ آپ کوشش کر رہے ہیں، نتیجہ خدا پر چھوڑ دیں۔

پھر بھی اگر چاہیں تو یہ دیکھ لیں کہ آیا ذکر یا مراقبے کے بعد طبیعت کچھ سکون اور اطمینان کی طرف مائل ہوتی ہے؟ کیا روحانی تازگی سے جسم میں بھی کچھ قوت محسوس ہو رہی ہے؟ اگر ایسا ہے تو کام صحیح چل رہا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ چند ہفتوں کے بعد خود کو نور میں گھرا ہوا محسوس کرنا چاہیے، اَللّٰہُ

Marfat.com

نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ -گویا آپ خود نور ہیں یا نور کا حصہ ہیں۔

☆

سوال: مراقبے کے دوران کیا کسی مشاہدے کی توقع رکھنی چاہیئے؟ اگر واقعہ کا عالم طاری ہو جائے تو کیا یہ درست ہے؟

جواب: مراقبے کے دوران میں ایک مشاہدہ تو مقصود ہوتا ہے مثلاً تصورِ اسمِ ذات میں نور کی تجلیات، دعوتِ اہل قبور میں کوئی غیبی ہدایت یا اطلاع یا مجلس نبوی (ﷺ) کی حضوری میں پاک ہستیوں کی زیارت اور ملاقات۔ یہ توقع نیت میں شامل ہوتی ہے۔

ان مراقبات کے دوران میں اگر کچھ اور دیکھنے کی توقع ہے تو وہ ایک طرف سے غفلت کی تمنا ہے جو باعثِ ضرر ہوگی۔

اسی طرح اذکار کے دوران بعض اوقات کشفی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اگر چہ یہ بھی غفلت گنی جاتی ہے مگر خود آ جائے تو قابل قبول ہے لیکن اگر توقع رکھی گئی تھی تو پھر نا جائز ہے۔ اس سے رَجعت ہو سکتی ہے، ترقی رُک سکتی ہے اور غفلت کی عادت پڑ جاتی ہے۔

☆

سوال: دل پر توجہ مرکوز کرنے سے کیا مراد ہے؟ دماغ پر توجہ کیوں نہ دی جائے؟

جواب: تمام سِرّی روایات کے بزرگوں اور صوفیاء کرام نے ظاہری دل کے اندر ایک روحانی دل کا وجود تسلیم کیا ہے، یعنی اسی گوشت پوست کے لوتھڑے کے اندر کچھ ایسی طاقت ہے جو تمام ظاہری و باطنی محرکات کا مرکز ہے۔ جب اس کو مرکز مان کر ذکر یا مراقبہ کیا جائے تو توجہ جلد یکجا اور مرکوز ہو جاتی ہے اور قلب و جسم میں جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ بھی قلب کو ایک لطیف مرکز ہی کہتے ہیں اور اسی پر اسم اَللہ کے تصور کی تلقین کرتے ہیں۔

Marfat.com

دماغ کا کاروبار اعصاب اور باریک رگوں اور ننھے منے خلیوں اور کئی غیر مرئی رابطوں کے ذریعے دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ البتہ دماغ کے اندر بھی کچھ مراکز ہیں جن پر دل کے بعد توجہ مرکوز کی جاتی ہے، مگر پہلے دل اور بعد میں یہ لطائف جو دماغ میں ہیں۔ ورنہ دماغ سے شروع کریں گے تو سوائے انتشار کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ذکر ہو یا تصور، نہ تو دماغ سے شروع کیا جائے اور نہ ناف سے، بلکہ دل سے شروع کریں۔

مشقِ مرقومِ وُجودِ یہ میں بھی اگر چاہیں تو پہلے دل پر اَللّٰہ لکھیں اور پھر سر سے ناف تک آئیں اور ناف سے سر تک جائیں۔

☆

سوال: کیا یہ درست ہے کہ مراقبات کے ساتھ کئی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں؟

جواب: ہاں، یہ درست ہے، مراقبے میں سکون ملتا ہے، بدن اور روح میں قوت آجاتی ہے، جسمانی نظام میں جمعیت پیدا ہوتی ہے، تو ظاہر ہے کہ فاسد نظام میں درستی کی صورتیں پیدا ہو جاتی ہے۔

دعا بھی کام کرتی ہے۔ ڈاکٹروں نے تجربات کے بعد تصدیق کی ہے کہ مراقبہ روح اور جسم دونوں کے لئے شفا کی صورتیں پیدا کرنے میں مُمِد ہوتا ہے۔

☆

سوال: کیا اس غرض سے بھی مراقبہ کیا جا سکتا ہے کہ غیب سے کچھ اطلاعات ملیں؟

جواب: سیدھا سادہ جواب تو یہ ہے کہ ایسا کیا جا سکتا ہے مگر اس کے لئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے، اگر ضروری احتیاط ملحوظ نہ رکھی جائے تو رجعت، ترقی میں رکاوٹ بلکہ گراوٹ تک

Marfat.com

کا خطرہ ہے۔

مراقبہ میں خبر پانے کی خواہش کرنا ایک تو استخارہ کی طرح ہے یعنی آدمی خیر یا خیر کے کسی کام یا خبر کے متعلق کسی ہدایت کا طالب ہے اور کچھ جاننا چاہتا ہے، خواہ اسے کسی طرح سے بھی جتلا دیا جائے۔

بات مقصد کی ہے کہ غیب سے اطلاع کس مقصد کے بارے میں ہے۔ اگر مقصد جائز ہے تو ایسی توقع بھی جائز ہے۔

لیکن (اور یہ ''لیکن'' بہت غور کی متقاضی ہے) اگر اس طرح کے مراقبات کسی کی عادت بن جائیں تو بس پھر کرامت ختم ہوئی اور استدراج کی سرحد شروع ہو گئی اور استدراج کی دنیا سحر، جادو اور ٹونے ٹوٹکے کی دنیا ہے۔ یہ کرگس کا جہاں ہے، ''سزاوارِ شہباز'' نہیں۔

جہاں تک حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے مجوزہ اذکار و مراقبات کا تعلق ہے ان میں تو ایسے سوالوں کے لئے کوئی گنجائش ہی نہیں۔ اگر کوئی شخص حضرت سلطان صاحب کے مراقبات میں مصروف ہے تو وہ یقین رکھے کہ ہر وقت عالمِ غیب میں ہے۔ اس کی ہر بات، اس کی ہر نیت اور اس کی ہر حرکت غیبی ہدایت کے طور پر ظہور پذیر ہو رہی ہے:

چوں قلم دَر پنجہ ءِ تقلیبِ رَبّ

وہ اپنے رَبّ کی تبدیلی لانے والی انگلیوں میں ایک قلم کی طرح ہے جسے رب جس طرح چاہتا ہے حرکت دیتا ہے۔ اُسے غیبی امور پر مطلع ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ تو خود غیب کا مظہر ہے۔

☆

سوال: کیا اوراد اونچی آواز میں پڑھنے چاہئیں یا خاموش رہ کر مناسب طریقہ کیا جانا چاہئے؟

جواب: مناسب طریقہ یہ ہے کہ اوراد نہ اونچی آواز میں پڑھے جائیں اور نہ چپ رہ

Marfat.com

کر بلکہ درمیانی آواز کے ساتھ ادا کئے جائیں۔ خاص طور پر یہ خیال رہے کہ ارد گرد رہنے والے لوگ آپ کی آواز سے پریشان نہ ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تہجد کی نماز میں گھر کے اندر تلاوت فرماتے تھے تو آواز بہت نیچی رکھتے تھے کہ سونے والوں کی نیند خراب نہ ہو۔

اوراد دراصل باترتیب دعائیں ہیں یا خاص قسم کے کلمات ہیں۔ ان کے لئے آواز آہستگی کی طرف مائل کرتی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

حضرت سلطان باھُو
کے سِلکِ سُلُوک کے بارے میں

سوال: جس طرح مختلف طریقوں (مثلاً نقشبندیہ و چشتیہ وغیرہ) کے مشائخ کے سلوک میں تکمیل کے لئے کم از کم یا زیادہ سے زیادہ مدت مقرر ہے، کیا حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے تجویز کردہ اذکار و مراقبات کے لئے بھی کسی مدت کا تعین کیا جاسکتا ہے؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک دور تھا جس میں متقدمین صوفیاء نے اذکار و مراقبات اور ریاضات کے لئے نصاب مدوّن فرمائے مگر حالات بدلے اور اب اپنے اپنے طریقوں میں صوفیاء کو نظر ثانی کرنی پڑی ہے۔ چنانچہ اگر نقشبندیہ مجددیہ طریق کے مراقبات کو دیکھا جائے تو یہ کہیں بھی اس طرح جاری نہیں ہیں جیسے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے تجویز فرمائے تھے۔ زیادہ سے زیادہ قلب کے لطیفے پر زور دیا جاتا ہے یا ایک دو اور لطائف پر توجہ کے لئے کہا جاتا ہے۔ اسی طرح چشتیہ طریق میں کئی منزلیں تھیں جن کو طے کرنے کے لئے کئی سال درکار تھے مگر اب وہاں بھی کم از کم اذکار اور زیادہ سے زیادہ سماع پر زور دیا جاتا ہے۔

جہاں تک حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کے عملی سلوک کا تعلق ہے تو خود وہ طویل المدت اوراد کے حامی نہ تھے، اس لئے انہوں نے ابتداء سے ہی مختصر مگر جامع اذکار و مراقبات تجویز فرمائے، یہ صرف چند اذکار اور چند مراقبات ہیں جو ہمیشہ کے لئے ہیں۔ یعنی یہ نتائج کے لحاظ سے درجہ بدرجہ منازل میں طے ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت سلطان العارفین

Marfat.com

سلطان باھُو کے نصاب عملی سلوک کے لئے صحیح سوال یہ ہوسکتا ہے کہ ابتداء میں کتنے عرصے کے بعد ان مراقبات کے نتائج ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ طالبِ حق کی استعداد پر منحصر ہے۔ اگر کسی عامل مرشد کی رہبری و نگرانی میسر آ جائے تو پہلے ہفتے کے ابتدائی ایام میں ہی ذکر یا مراقبے میں ذوق و مشاہدہ کا تجربہ شروع ہو جاتا ہے ورنہ کوئی بھی مراقبہ ہو ایک ماہ کے اندر طالب محسوس کرتا ہے کہ وہ منازل طے کر رہا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ کب تک؟ حضرت سلطان باھُو کے عملی سلوک کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی انتہا نہیں، اگر کوئی انتہا ہے تو وہ ہے استغراق مگر یہ استغراق بھی باشعور ہوتا ہے اور اس میں بھی نامعلوم منازل کا سفر جاری رہتا ہے۔

☆

سوال: کیا جدید دور کی مصروفیت میں اس طرح کے مراقبات کے لئے وقت نکالا جا سکتا ہے جو حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے تجویز فرمائے ہیں؟

جواب: کیوں نہیں، آج کے دور میں لوگوں میں تعلیم عام ہو گئی ہے، لوگ مصروف ہونے کے ساتھ ساتھ باشعور بھی ہیں۔ وہ اس مصروف اور بے سکون دور میں ذہنی، جسمانی اور روحانی طور پر بھی صحت مند رہنا چاہتے ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں لوگوں کو مراقبات Meditation کی اہمیت کا علم ہو چکا ہے اور وہاں ان کی مشق کے لئے کئی مراکز بھی کھل چکے ہیں، جہاں بیٹھ کر غیر اسلامی دنیا کے گرو اور پروہت اُلٹی سیدھی محض ابتدائی قسم کی مشقوں کے ذریعے لوگوں پر ثابت کر چکے ہیں کہ ان مراقبات سے فائدہ ہوتا ہے۔

ہمارے ہاں تصوف میں نہایت مؤثر اذکار و مراقبات کے طریقے تجویز کئے گئے ہیں جو آسان ہیں اور بہت مؤثر ہیں اور کم از کم وقت میں کوئی بھی شخص ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

حضرت سلطان باھُو کے مجوزہ نصابِ سلوک میں اگر کوئی بھی شخص فرائض عبادات (نماز، روزہ وغیرہ) کے علاوہ صبح و شام آدھ آدھ گھنٹہ بھی وقت نکال لے تو وہ دیکھے گا کہ اس کی

Marfat.com

روزانہ کی زندگی کے کئی گوشے منور ہو گئے ہیں اور اس کا اثر اس کی عملی معاشرتی زندگی پر بھی مرتب ہوا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ ان کا التزام کرتے ہیں، وہ پہلے سے زیادہ مطمئن اور پرسکون محسوس کرنے لگے ہیں۔ اس اطمینان اور سکون کا اثر ان کی معاشرتی زندگی پر بھی پڑتا ہے، وہ اپنے روزمرہ کے کاموں میں بھی زیادہ کامیاب رہتے ہیں۔

☆

سوال: تصورِ اسمِ اَللہ ذات اور مشقِ مرقومِ وُجودیہ کے تصور میں بنیادی فرق کیا ہے؟

جواب: تصورِ اسمِ اَللہ ذات میں ایک نقش کا (جو لفظ ''اَللہ'' لکھا ہوتا ہے) تصور باندھا جاتا ہے اور اسی کو دل پر یا دوسرے لطائف پر جمانے کی مشق کی جاتی ہے۔ مشقِ مرقومِ وجودیہ میں خود ہی درویش لفظ انگشتِ تفکر سے دل پر یا کسی بھی اندام یا لطیفہ پر لکھتے ہیں اور اس کا تصور باندھے مشق کو جاری رکھتے ہیں۔

آگے دونوں کی مرحلہ وار مشقیں الگ الگ ہیں۔

☆

سوال: کیا میں اَلـلّٰہ، لِلّٰہ، لَہٗ، ھُو، فَقْر اور مُحَمَّد کا تصور اپنے اپنے وقت میں ایک ساتھ جاری رکھ سکتا ہوں؟

جواب: ان کلمات کی مشقیں ذکر کی صورت میں زبانی طور پر بھی کی جاتی ہیں اور ان کے تصور کی مشق بھی کی جاتی ہے۔

زبانی ذکر ان چار کلمات کا (اَلـلّٰہ، لِلّٰہ، لَہٗ، ھُو) تو ایک وقت میں جاری رکھا جا سکتا ہے، باقی دو کلمات فَقْر اور مُحَمَّد اکیلے زبانی ذکر کے لئے نہیں ہیں۔ یہ تصور کی مشق کے تحت آتے ہیں۔

اب جہاں تک تصور کا تعلق ہے تو ان میں سے ہر کلمہ کے ساتھ ایک حال وابستہ ہے۔

Marfat.com

اس کی وضاحت مرشد کرے گا۔ اگر سب کلمات کا ایک ساتھ تصور کریں گے تو حال نمودار نہ ہوگا۔ مناسب یہ ہے کہ مرشد سے ہدایت پا کر باری باری ان کے تصور کی مشق کریں تو احوال و مقامات مشاہدے میں آئیں گے۔

اَللّٰہ، لِلّٰہ، لَہٗ، ھُو عروج سے متعلق مقامات سے مختص ہیں اور فقر اور مُحمّد نزول کی سطح پر بروئے کار آتے ہیں جہاں ایک طرح سے بس تصور کی تکمیل ہوتی ہے اگلی منزلیں دوسرے اعلیٰ مرتبے کے شعور سے متعلق ہوں گی۔

☆

سوال: تصور کے مراقبے میں پختگی یا کامیابی کی نشانی کیا ہے؟

جواب: اگر اسم اَللہ ذات کا تصور کیا جا رہا ہے تو تصور کے دوران پہلے اسم اللہ کے حروف میں چمک آ جاتی ہے۔ پھر اسم اَللہ کو تصور میں پھیلا کر دیکھنے کی مشق کی جاتی ہے تو اس میں سے کئی روشنیاں نکلتی ہیں۔ تب صاحبِ تصور اپنے تخیل کے سہارے خود کو بھی ایک روشنی محسوس کرتا ہے۔ جب وہ اپنے تئیں ان روشنیوں کا حصہ محسوس کرنے لگے تو سمجھے کہ اب تصور کی ایک منزل طے ہو گئی۔

مگر ایسا کچھ فوراً نہیں ہوتا۔ بڑے صبر اور استقلال کی ضرورت ہے تب ایک مدت کے بعد کام بنتا ہے۔

☆

سوال: مشقِ مرقومِ وُجودیہ میں ہفت اندام سے کیا مراد ہے؟

جواب: ہفت اندام تو یہ ہیں:

دو ہاتھ دو ٹانگیں سینہ پیٹ

ان سب پر اَللہ اَللہ لکھا جاتا ہے مگر ان ہفت اندام کے ساتھ اور کئی حصے ہیں جو ان میں شامل ہیں مثلاً سر میں آنکھیں، کان، پیشانی اور نیچے گردن، سینہ میں دائیں، بائیں اور درمیان، اسی طرح بازوؤں میں اور دوسرے اعضاء میں۔ گویا ہفت اندام پر لکھنے سے مراد یہ ہے کہ ان

Marfat.com

اندام کے ہر حساس حصے پر اللہ لکھا جائے۔

☆

سوال: آپ نے لکھا ہے کہ دعوتِ اہل قبور کے لئے کسی بزرگ ولی کی قبر پہلی شرط ہے۔ میں ایک غیر ملک میں ہوں، جہاں کسی ولی اللہ کی قبر کا کچھ پتہ نہیں، وہاں کیا کرنا چاہیئے؟

جواب: عام دعوت کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ کسی خوشگوار مقام یعنی دریا کے کنارے یا کشتی میں یا کسی سرسبز جنگل کے درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ کر اذان کے کلمات کہے جائیں۔ حضرت سلطان باھُو کی قبر کے پاس بیٹھنے کا تصور کیا جائے اور قرآن کی سورتیں (سورۂ یٰسین، سورۂ مُلک، سورۂ مزمل وغیرہ) پڑھی جائیں۔ اسی طرح اپنے گھر کے کسی پرسکون کونے میں بیٹھ کر بھی مزار مبارک سلطان باھُو کا تصور قائم رکھ کر قرآن پڑھا جائے تو اِنشاء اللہ وہی ثمرات حاصل ہوں گے جو قبر پر بیٹھ کر پڑھنے میں ملتے ہیں۔

☆

سوال: مشقِ مرقومِ وجودیہ کہاں سے شروع کریں اور کہاں ختم کریں؟

جواب: سر کے اوپر سے شروع کریں، ہر اندام پر لکھتے آئیں اور اختتام پر ایک دو منٹ کے وقفے کے بعد نیچے سے شروع کر کے سر تک چلے جائیں اور پھر کم از کم پندرہ منٹ تک اور زیادہ سے زیادہ جس قدر ہو سکے، ان کلمات کا تصور لئے بیٹھے رہیں۔ ان لکھے ہوئے کلمات کو بھی روشن دیکھیں گویا یہ نورانی آتش کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور چمک رہے ہیں۔

☆

سوال: میں چلتے پھرتے تصورِ اسمِ اَللہ ذات قائم کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور ذکرِ خفی بھی کرتا ہوں کیا یہ صحیح اقدام ہے؟

جواب: تصور اور ذکرِ خفی دونوں ایک ساتھ جاری رکھے جا سکتے ہیں۔ چلتے پھرتے

Marfat.com

بھی تصور قائم رہ سکتا ہے مگر متعدد مناظر میں توجہ بٹنے کا اندیشہ رہتا ہے، اسی لئے تصور کے لئے نسبتاً ذرا موزوں لمحات کی تلاش رہنی چاہئے، مثلاً دفتر میں بیٹھے ہوئے، تنہائی میں، کم حرکت کے کاموں کے دوران۔

تب توجہ کر کے آزمائش کرتے رہنا چاہئے کہ تصور قائم ہے یا نہیں۔

☆

سوال: حضرت سلطان العارفین کے تجویز کردہ اذکار و مراقبات پر عملدرآمد سے بالآخر کیا فائدہ ملتا ہے؟ ان مراقبات کا ظاہری زندگی کے طور طریق پر کیا مثبت اثر پڑتا ہے؟

جواب: یہ سوال شاید آج کے دور کے کسی فرد کا منتظر تھا کہ پوچھا جائے۔ اس سے پہلے طالبانِ حق اس قسم کے سوال نہیں پوچھا کرتے تھے۔ ان کے روحانی پس منظر اور درویشوں کے حلقے میں آنے کی غرض و غایت کے پیش نظر یہ سوال کہیں پیدا ہی نہ ہوتا تھا۔

مگر آج کے دور کا مسلمان دنیا داری کے کاموں میں زیادہ منہمک ہے۔ وہ دنیا داری کے حوالے کے ساتھ روحانی لذت سے آشنا ہونا چاہتا ہے۔ پہلے زمانوں میں بھی کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے اور صوفیاء ان کی اپنے حلقے میں حوصلہ افزائی نہ کرتے تھے مگر اب ایسا کیا جائے تو شاید کوئی اس طرف آنے کا خیال ہی نہ کرے۔ صرف یہ دیکھ لینا چاہئے کہ آیا ایسا سوال پوچھنے والے کے اندر کچھ اخلاص کی رمق موجود ہے، اگر ایسا ہو تو پھر اس کی پذیرائی کرنے کا تکلف مناسب ہے۔

بات یہ ہے کہ مراقبات اگر باقاعدگی سے کئے جائیں تو ان کا فائدہ جو ظاہری زندگی کے کاروبار میں ہوتا ہے ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ مراقبات سے دل و دماغ اور جسم کو سکون ملتا ہے۔ ذہن صاف ہو جاتا ہے، ہر کام میں توازن آ جاتا ہے اور ہر شے اپنی اصلی شکل میں دکھائی دیتی ہے۔ آدمی کی توانائیاں غیر ضروری طور پر ضائع نہیں ہوتیں۔ اس کے اندر شفقت آ جاتی ہے۔ اس کے تعلقات اپنے اردگرد کے لوگوں کے ساتھ نارمل ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ ماتحت ہے تو

Marfat.com

اخلاص کے ساتھ کام کرتا ہے، اگر افسر ہے تو دوسروں سے محبت اور اُنس کے جذبے سے کام لیتا ہے اور انتظام میں بہتری آجاتی ہے نیز اس کے اندر وِجدانی قوتیں جاگ اُٹھتی ہیں اور اس کے فیصلے بھی مثبت صورت اختیار کر لیتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

درویش ان سب کو ذیلی اثرات سمجھتے ہیں کیونکہ ان کا مطمعِ نظر مراقبات سے صرف یہی نتائج حاصل کرنا نہیں ہوتا، ان کی نظر خدا پر لگی ہوتی ہے۔ یہ خصائص تو انہیں فی سبیل اللہ حاصل ہو جاتے ہیں۔

اگر نیت درست کر لیں تو ظاہر و باطن سنور جائے گا، ورنہ بقول اقبالؔ:

تُو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی تھا!

☆

سوال: اقبالؔ نے ہی تو کہا تھا:

یہ ذکرِ نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرور
تری خودی کے نگہبان نہیں تو کچھ بھی نہیں

اس کا کیا مطلب ہے؟ بظاہر تو علامہ ان مراقبات کی مخالفت کرتے نظر آتے ہیں۔

جواب: علامہ کو خانقاہی نظام میں پیدا ہو جانے والی خامیاں بہت کھٹکتی تھیں۔ ایک تو جھوٹے پیر اور ناقص مرشد بہت ہو گئے تھے، دوسرے خانقاہی نظام میں مراقبات، اذکار اور دیگر اشغال کی ظاہری صورتوں پر زیادہ زور دیا جانے لگا تھا جس سے اصل مقصد اوجھل ہو گیا تھا۔

شعر میں تمام اذکار و مراقبات کا ایک مقصد بیان کیا جا رہا ہے: خودی کی نگہبانی۔ آپ چاہیں تو خودی کی جگہ لفظ ''روح'' استعمال کر لیں۔ تمام اذکار اور مراقبات کا مطلب ہے: رُوح پروری، رُوح کی حفاظت، رُوح کی صفائی اور اِن تمام ظاہری آداب و قواعد اور فرائض و سنن کا

Marfat.com

اہتمام جو رُوح (خودی) کی حفاظت کے لئے ضروری ہیں۔ اگر مراقبات کا مقصد محض سرور یابی اور سکون آوری ہے تو پھر یہ کیفیات خواب آور گولیوں سے بھی کسی حد تک حاصل کی جا سکتی ہیں۔

اقبالؔ نے تو ذکر کی حرارت اور روشنی کی ہمیشہ تعریف کی ہے۔ وہ اہلِ ذکر درویش کے بارے میں کہتے ہیں:

وہ ذکر کی گرمی سے شعلے کی طرح روشن!

علامہ فرما رہے ہیں کہ ذکر سے حرارت بھی ملتی ہے، روشنی بھی، مراقبات سے سرور بھی حاصل ہوتا ہے اور سکون بھی، مگر اصل مقصد خودی (رُوح) کی نگہبانی ہے کیونکہ رُوح ''اصلِ خویش'' یعنی خدا سے جا ملاتی ہے۔

☆

سوال: کن اذکار و مراقبات میں آنکھیں کھلی رہنی چاہئیں اور کن میں بند رکھنی چاہئیں؟

جواب: آنکھیں اگر بند ہوں اور اکثر اس کی عادت پڑ جاتی ہے تو نیند آ جاتی ہے اور آدمی ذکر کے دوران میں بیٹھے بیٹھے سو جاتا ہے اور اسے خوابیدگی کے دورانیے کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ یہ عرصہ غفلت میں شمار ہوگا۔

تصورِ اسمِ ذات میں آخری دو مراحل میں آنکھیں بند رکھنی پڑتی ہیں۔ بعض اور مراقبات میں بھی مثلاً مجلسِ نبوی (ﷺ) کی حضوری میں ہو سکتا ہے آنکھیں بند کرنے کی ہدایت کی جائے مگر باقی اذکار میں آنکھیں نہ زیادہ کھلی رکھیں نہ بالکل بند کر دیں بلکہ اَدھ کھلی رکھنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

منتہی اگر آنکھیں کبھی بند نہ کرے تو وہ آزاد ہے کیونکہ وہ ہر حال میں اب خود ایک ذمہ دار معلم ہے۔

☆

Marfat.com

سوال: حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے تصور پر بہت زور دیا ہے، کیا اذکار میں اور خاص طور پر پاسِ اَنفاس کے ساتھ بھی کوئی تصور وابستہ ہے؟

جواب: ذکر کو سانس کے ساتھ ملا کر کریں تو یہ پاسِ انفاس ہے۔ اس کے ساتھ بھی تصور ہے۔ جب کلمہ کے ساتھ سانس اندر لیں تو یوں تصور کریں گویا زمین و آسمان کے درمیان پھیلی ہوئی الٰہی قوتوں کو اپنے اندر کھینچ رہے ہیں اور جب کلمہ کے ساتھ سانس باہر نکالیں تو تصور کریں کہ کلمہ کی برکت سے جہالت اور منفی محرکات کو باہر نکال رہے ہیں۔ اس تصور کی عادت پختہ ہو جائے تو پھر شعوری طور پر یہ تصور کرنے کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔

☆

سوال: سنا ہے فقرائے کامل کو مراقبات کی ضرورت نہیں رہتی، کیا یہ درست ہے؟

جواب: دراصل مبتدی، متوسط اور منتہی فقیروں کے انداز میں فرق ہوتا ہے۔ مثلاً مبتدی جب مراقبہ کرتا ہے تو اسے کچھ اس طرح شرائط ملحوظ رکھنی پڑتی ہیں کہ ہر ایک کو اس کے ذکر یا مراقبہ کرنے کے بارے میں علم ہو جاتا ہے۔ متوسط درویش کے عمل میں بعض شرائط صرف متصور ہوتی ہیں تاہم دکھائی دیتا ہے کہ یہ شخص ذکر یا مراقبے میں ہے، مگر منتہی فقیر کا تو عالم ہی اور ہوتا ہے۔ وہ بظاہر دنیا کے کاموں میں مصروف ہوتا ہے مگر باطن میں مراقبہ میں ہوتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ فقیر بظاہر لوگوں کے ساتھ باتیں کر رہا ہوتا ہے مگر اپنے اندر وہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں بظاہر سو رہا ہوتا ہوں مگر دل جاگتا ہے۔ یہ دل کی حضوری ہے۔

یہی مراقبے کی شکل ہے کہ فقراء کامل مراقبے میں ہوتے ہیں مگر ایک تو انہیں مراقبے کی ابتدائی شرائط کی ضرورت نہیں رہتی اور دوسرے وہ تنہا ہوں یا ہجوم میں، ہمیشہ مراقبے میں

Marfat.com

رہتے ہیں:

عارف دی گل عارف جانے
کیا جانے نفسانی ھُو

☆☆☆

Marfat.com

نوٹ:-

Marfat.com

حضرت سلطان باہوؒ ٹرسٹ

پسِ منظر

عظیم روحانی شخصیت سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ سے منسوب اس بین الاقوامی ادارے کی بنیاد بیس سال پہلے انھی کے جلیل القدر خانوادے کے چشم و چراغ حضرت صاحبزادہ سلطان نیاز الحسن سروری قادری اور حضرت صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن سروری قادری نے رکھی رفتہ رفتہ دنیا بھر سے دین کا درد رکھنے والے اس ادارے میں شامل ہوتے گئے۔ اب الحمدللہ یہ ادارہ ایک عالمگیر تحریک کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ ٹرسٹ کی خدمات کا دائرہ تقریباً آدھی دنیا پر محیط ہو چکا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد خدمتِ دین اور خدمتِ انسانیت ہے اس کے مختلف دعوتی و تبلیغی، تعلیمی، تحقیقی، رفاہی اور فلاحی منصوبہ جات مسلسل پھیلتے چلے جا رہے ہیں

اغراض و مقاصد

1۔ عالمگیر سطح پر اسلام کی دعوت، تبلیغ اور اشاعت کا موثر اہتمام۔ 2۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کے افکار و تعلیمات کی اشاعت و ترویج کا موثر انتظام جس کے ذریعے حقیقی تصوف کے علمی و عملی پہلوؤں کو اجاگر کیا جا سکے۔ 3۔ علومِ شریعہ اور علومِ عصریہ کا حسین امتزاج تا کہ ایسے رجالِ کار تیار ہو سکیں جو عصری تقاضوں کی روشنی میں دین و ملت کی ہمہ پہلو خدمت کا فریضہ کما حقہ سر انجام دے سکیں۔ 4۔ ملتِ اسلامیہ کے نونہالوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا موثر انتظام جس کے ذریعے انھیں معاشرے کیلئے نفع بخش اور مفید شہری بنایا جا سکے۔ 5۔ عالمگیر سطح پر قحط، سیلاب، زلزلوں اور جنگ وغیرہ سے متاثرہ افراد کی بلا امتیازِ مذہب اور رنگ و نسل بحالی کے لیے جد و جہد

پروگرام انشاءاللہ

شعبہ ایجوکیشن

دینی اور عصری علوم کی ایک ساتھ تعلیم کیلئے پاکستان کے اہم شہروں میں الحراء کمیونٹی کالجز کا اہتمام۔ پاکستان بھر میں قرآن حکیم کی تعلیم (حفظ و ناظرہ) کیلئے مراکزِ تعلیم القرآن کا قیام۔ پاکستان بھر میں طلبہ و طالبات کیلئے میٹرک تک کی عصری تعلیم کیلئے ہولی سکول سسٹم کا قیام۔ حضرت سلطان باہوؒ یونیورسٹی کا قیام

شعبہ دعوت و تبلیغ

اُمتِ مسلمہ کے عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے مفید اسلامی لٹریچر کی اشاعت۔ نسلِ نو کو بنیادی دینی تعلیم سے آشنا کرنے کے لیے سادہ، عام فہم اور دلکش کتب کی اشاعت۔ اہم اسلامی موضوعات پر ٹرسٹ کے نامور علماءِ کرام

Marfat.com

اور خطباء کی ویڈیوز، سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز کی تیاری۔ عالمگیر سطح پر رجوع الی اللہ، رجوع الی الرسول اور رجوع الی القرآن اور فکرِ آخرت کی تڑپ پیدا کرنے کے لیے مختلف علاقوں میں تبلیغی اجتماعات، کانفرنسز، سیمینارز کا انعقاد اور دنیا بھر میں تبلیغی وفود کی روانگی۔

شعبہ سماجی بہبود

قحط، سیلاب، زلزلوں، بم دھماکوں اور جنگوں سے متاثرہ افراد کی بحالی کیلئے وسیع تر امدادی کام۔ مستحق افراد کیلئے مختلف علاقوں میں فری ہسپتال، ڈسپنسریز اور بلڈ بینکس کا انتظام۔ منشیات، جہالت، تعصبات اور دیگر معاشرتی برائیوں کے خلاف موثر جنگ۔

پاکستان میں ٹرسٹ کے تعلیمی منصوبہ جات

1۔ الحراء کمیونٹی کالج دربار حضرت سلطان باہوؒ

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کے زیرِ سایہ آستانہ ءِ حسن پر عظیم الشان تعلیمی نیٹ ورک قائم ہے۔ الحرا کمیونٹی کالج عظیم الشان بلڈنگ میں قائم ہے۔ یہاں پر مڈل پاس اور میٹرک پاس طلبا کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ اور انہیں درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ بی اے اور ایم اے کی تعلیم بھی دلائی جاتی ہے۔ طلباء بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اس ادارے کی ایک اور بلڈنگ جو 24 کمروں پر مشتمل ہے اس کا کام تیزی سے جاری ہے۔ یہ بلڈنگ مکمل ہونے پر بہت سے غریب طلبا اپنی تعلیمی ضروریات پوری کر سکیں گے۔ اسی بلڈنگ کے اندر شعبہ حفظ و تجوید بھی قائم ہے جہاں سینکڑوں طلبہ قرآن کی تعلیم سے مستفیض ہوتے ہیں۔ آستانہ ءِ حسن پر ہی دوسرا بڑا تعلیمی منصوبہ حرا اکیڈمی ہے جہاں نرسری سے لیکر آٹھویں تک طلباء زیرِ تعلیم ہیں۔ طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر یہاں بھی تعمیرات کا سلسلہ شروع ہے۔ الحمداللہ 25 کمرے تعمیر کے آخری مرحلے میں ہیں اور مزید کمروں کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہے حرا اکیڈمی نے ہمیشہ فیصل آباد تعلیمی بورڈ میں نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ الحرا کمیونٹی کالج، جامعۃ الحرا، حرا اکیڈمی اور حضرت سلطان باہوؒ ہسپتال، یہ منصوبہ تقریباً 100 کمروں پر مشتمل ہے۔ جن میں سے 45 کے قریب کمرے آخری مراحل میں ہیں ابھی 55 کمرے مزید تعمیر ہونا باقی ہیں

2۔ الحرا کمیونٹی گرلز کالج میرپور آزاد کشمیر

آزاد کشمیر کی حسین وادی میں میرپور سٹی کے اندر حضرت سلطان باہوؒ ٹرسٹ نے 2004 میں اپنا تعلیمی منصوبہ الحرا کمیونٹی گرلز کالج کے نام سے F.2 سیکٹر میں کرایہ کی بلڈنگ میں شروع کیا اب الحمداللہ یہ کالج بند بندرال (نتھیا ٹاؤن) میں 34 کنال قطعہ اراضی پر قائم ہے۔

3۔ الحرا گرلز کمیونٹی کالج پنڈی سید پور (جہلم)۔ 4۔ الحرا کمیونٹی کالج دھیر کوٹ آزاد کشمیر۔ 5۔ الحرا کمیونٹی سنٹر فار

Marfat.com

گرلز ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ 6۔الحرا کمیونٹی گرلز کالج شورکوٹ کینٹ۔ 7۔الحرا گرلز کمیونٹی کالج ساہنگ نزد جاتلاں آزاد کشمیر۔8۔مرکز تعلیم القران ، پنڈی سید پور 9مرکزِ تعلیم القران ، کراچی۔10۔مرکزِ تعلیم القران ،اولکھ بھائیکے (گوجرانوالہ)۔11۔جامعہ سلطانیہ، ساہیوال۔ 12۔مرکزِ تعلیم القران شیخوپورہ۔13۔مدرسہ فیضانِ باہو، کھوتیار جالب (جہلم)۔14۔مرکزِ تعلیم القران، پنیالہ (ڈیرہ اسماعیل خان)۔15۔مرکزِ تعلیم القران، ضلع ایسٹ (کراچی)۔16۔مرکزِ تعلیم القران، بلدیہ ٹاؤن (کراچی)۔17۔مرکزِ تعلیم القران، چواسیدن شاہ 18۔حرا اکیڈمی دربار حضرت سلطان باہوؒ۔19۔ہولی آئیڈیل سکول رجانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔20۔الحرا ماڈل سکول پنیالہ ڈیرہ اسماعیل خان۔ 21۔ہولی سکول سسٹم گاجر گولہ اسٹیشن حافظ آباد۔22۔ہولی سکول سسٹم لاوہ چکوال 23۔الحرا گرلز کمیونٹی کالج نوشہرہ وادیءِ سون خوشاب۔ 24۔الحرا سکول سسٹم اولکھ بھائیکے گوجرانوالہ۔ 25۔حرا پبلک ماڈل سکول کھیوڑہ جہلم۔

برطانیہ میں ٹرسٹ کے منصوبہ جات

1 جامعہ اسلامیہ برمنگھم۔2۔وارڈ اینڈ کمیونٹی کالج عالم راک برمنگھم۔3۔سلطان باہوؒ سنٹر عالم راک برمنگھم 4۔الحرا ایجوکیشنل سنٹر ہال گرین برمنگھم۔5۔گلزار مدینہ سیلی اوک برمنگھم۔6۔مدرسہ اسلامیہ نوٹنگھم 7جامعہ اسلامیہ نوٹنگھم۔8۔جامعہ مسجد سلطانیہ نوٹنگھم۔9۔حضرت سلطان باہوؒ سنٹر مانچسٹر۔10۔الحراء مسجد نیلسن 11۔الحرا ایجوکیشنل سنٹر اپٹن پارک لندن۔12۔حضرت سلطان باہوؒ ٹرسٹ بلیک برن۔13۔حضرت سلطان باہوؒ ٹرسٹ اوسلو۔14۔جامعہ اسلامیہ حضرت سلطان باہوؒ ٹرسٹ بریڈفورڈ۔15۔جامعہ فریدیہ وولورہمپٹن 16۔الحرا ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سنٹر لوٹن۔17۔حضرت سلطان باہوؒ سنٹر سینڈوَل۔18۔حضرت سلطان باہوؒ سنٹر لیڈز۔19۔حضرت سلطان باہوؒ سنٹر گلاسکو

قربانی پراجیکٹ

ٹرسٹ کے تحت ہر سال قربانی پراجیکٹ کیا جاتا ہے۔جس کے تحت ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر سینکڑوں جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے اور گوشت غریب لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

ٹرسٹ کے رواں تعمیراتی منصوبہ جات

الحرا کمیونٹی کالج دربار حضرت سلطان باہوؒ کے نئے بلاک جس میں ۲۴ کمرے شامل ہیں کی تعمیر کا کام زور و شور سے جاری ہے جس پر اب تک خطیر رقم خرچ ہو چکی ہے، ابھی بہت سا کام باقی ہے حرا اکیڈمی میں بہت سی تعمیرات کا کام شروع ہے۔۱۰ کمرے تیار ہو چکے ہیں مزید ۱۰ کمروں کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہے۔حضرت سلطان باہوؒ ہسپتال کی تعمیر تقریباً مکمل ہو چکی ہے لیکن مشینری کا حصول ابھی باقی ہے۔الحرا کمیونٹی گرلز کالج میرپور آزاد کشمیر میں مزید تعمیرات

Marfat.com

کا سلسلہ شروع ہے۔ نئے ہاسٹل اور ایجوکیشن بلاک طلبا اور طالبات کیلئے علحیدہ علحیدہ خوبصورت مساجد کی تعمیر کا کام بھی ابھی باقی ہے۔ الحرا کمیونٹی گرلز کالج سید پور جہلم کیلئے مزید اڑھائی کنال قطعہ اراضی حاصل کر لیا گیا ہے۔ جس پر ہاسٹل تعمیر ہونا باقی ہے۔ حضرت سلطان باہو ٹرسٹ کے ان منصوبہ جات کی تکمیل کروڑوں کی رقم درکار ہے

ٹرسٹ کے ساتھ تعاون کی مختلف صورتیں

آپ تعمیراتی سامان مثلاً اینٹیں سیمنٹ سریا یا دوسرا ضروری سامان ٹرسٹ کو بطور عطیہ دے سکتے ہیں

کسی ادارے میں بلاک یا کمرے کی تعمیر اپنے ذمے لے سکتے ہیں آپ کا یہ عمل آپ کے اور آپ کے مرحومین کیلئے مستقلاً صدقہ جاریہ ہے۔ اوران کے ایصالِ ثواب کی بہترین صورت بھی

ایک کمرے کی تعمیر کے اخراجات۔3000۔ ایک دیوار کی تعمیر کے اخراجات۔450

ایک دروازہ کی تعمیر کے اخراجات۔150۔ ایک کھڑکی کی تعمیر کے اخراجات۔100

سو مربع فٹ جگہ کی تعمیر کے اخراجات۔5000

سپانسر شپ سکیم

آپ اس ادارے میں زیرِ تعلیم غریب یتیم بچوں کو سپانسر کر سکتے ہیں ایک طالب علم کو سپانسر کرنے کیلئے مبلغ 30 پونڈ ماہانہ ادا کرنا ہونگے۔ اس کے علاوہ آپ اپنی زکات، صدقات، عطیات اور فطرانہ بھی حضرت سلطان باہو ٹرسٹ کو دے کر خدمتِ دین اور خدمتِ انسانیت کی اس عالم گیر تحریک میں ہمارے دست و باز و بن سکتے ہیں

آپ کی دی ہوئی پائی پائی امانت اور دیانت کے ساتھ خرچ کی جائے گی

پاکستان اکاؤنٹ نمبر 8-421 مسلم کمرشل بینک رائے ونڈ روڈ ٹھوکر نیاز بیگ

برطانیہ اکاؤنٹ نمبر

Hazrat Sultan Bahu Trust A/c no. 01739018

Sort Code 40-42-12

IBAN GB 41 MIDL40421201739018

BRANCH INDTIFIER CODE MIDLGB2155G

DONATION HOT LINE +44(0)121 4404096

حضرت سلطان باہو ٹرسٹ

17۔ ایمبر سلے روڈ بی 12۔ 8 یو آر برمنگھم

Marfat.com

احیائے اسرار

اَذکار، مُراقبات و اَوراد

سُلطان الفقر
سُلطان العارفین
حضرت سلطان باھُو
قدس اللہ سرّہٗ

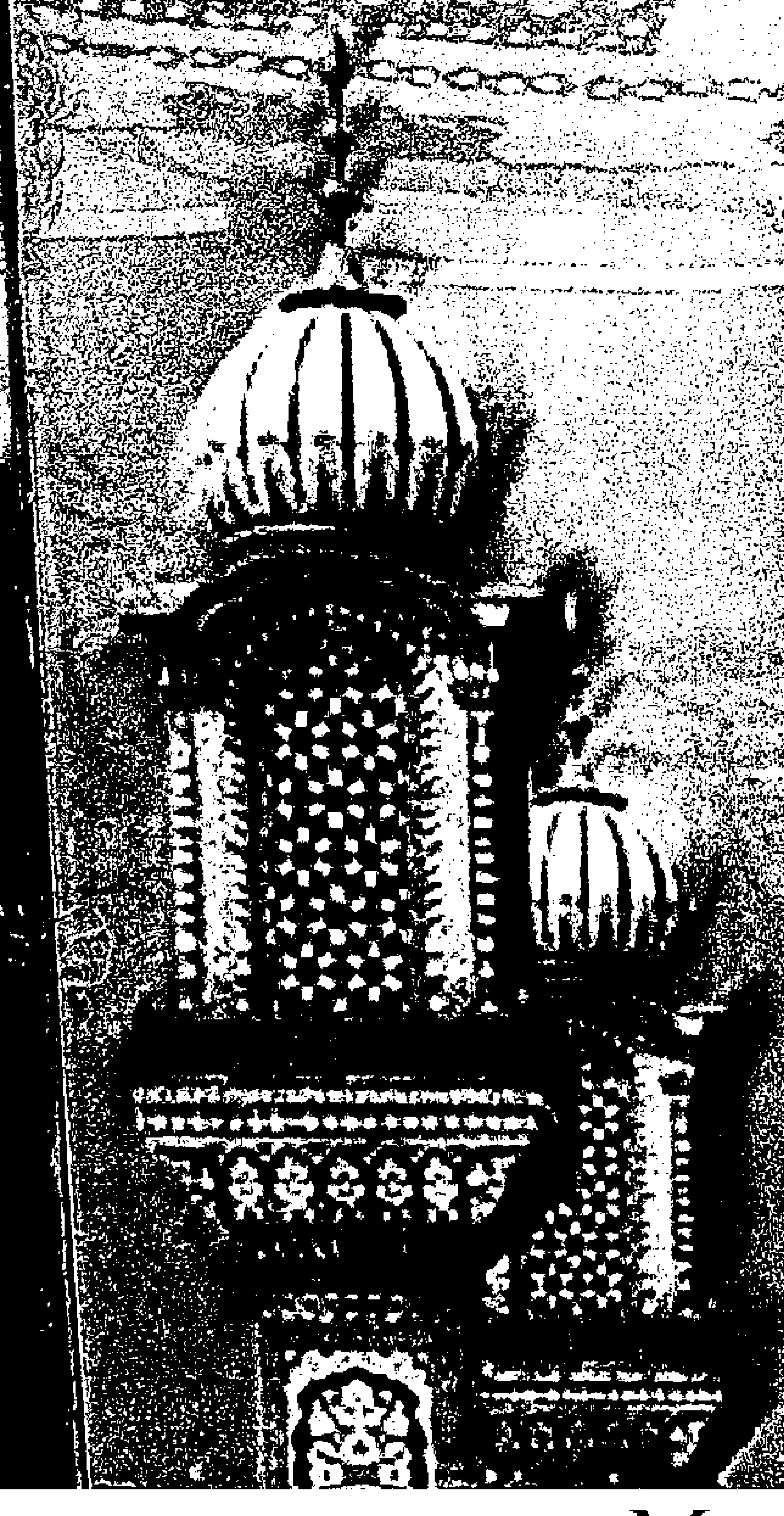

مترجم سیّد احمد سعید ہمدانی

Marfat.com